۷۸۶
۹۲

یا اللہ — یا رسول اللہ

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر ۔ بہر حق سوئے غریباں یک نظر (رومی)

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

سینوں کو منور کرنے والی کتاب مستطاب

المعروف

حضور سراپا نور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور کے نور ہونے کا ثبوت

از تالیف غلام غلامان دربار شاہ لاثانی رض

محمد عبد الحق صابر عفی عنہ (رودے والی)

مدرس اسلامیہ ہائی سکول نارووال

مطبع بشیر سیالکوٹ
منشی نور محمد خوشنویس

اگست ۱۹۵۸ء — محرم الحرام ۱۳۷۸ھ

نذر

یہ کتاب محرم الحرام ۱۳۷۷ھ میں تالیف ہوئی اور یہ ایّام
شہدائے کربلا کے عشق و پیار کی یادگار ہیں۔ لہذا میں یہ انمول
جواہر آبدار کی لڑیوں کا ہار اور اِن سدا بہار گلہائے خوشبودار کی بہار مبارک
اہدیۂ قرۂ عینِ رسولؐ لختِ جگرِ بتولؐ شاہسوارِ میدانِ عشق و ولا شاہبازِ اوجِ
صبر و رضا مجسّمِ صدق و صفا پیکرِ حلم و وفا محبوبِ علیؓ مرتضیٰ حبیبِ حبیبِ خدا مقبولِ
خالقِ کبریا سیّد الشہدا شہیدِ کربلا امامِ ہمام عالیمقام سیّدنا و مولٰنا ابو عبداللہ
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے حضور پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

(محمد عبد الحق صابر عفی عنہ)

فہرست ابواب ومضامین کتاب ھذا

تالیف کتاب ہذا میں ان کتابوں سے مدد لی گئی!

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
۱	تفسیر ابن عباس مصری	۱۸	ترمذی شریف	۳۵	شرح الشفا ملا علی قاری
۲	تفسیر روح المعانی مصری	۱۹	نسائی شریف	۳۶	خصائص الکبریٰ سیوطی رح
۳	تفسیر روح البیان	۲۰	سنن ابن ماجہ	۳۷	سیرت حلبیہ مصری
۴	تفسیر کبیر مصری	۲۱	سنن ابن داؤد	۳۸	روض الانف امام سہیلی
۵	تفسیر ابن جریر مصری	۲۲	مشکوٰۃ شریف	۳۹	انوار المحمدیہ نبہانی
۶	تفسیر خازن مصری	۲۳	شمائل ترمذی	۴۰	مدارج النبوت شریف
۷	تفسیر مدارک مصری	۲۴	عینی شرح بخاری	۴۱	معارج النبوت شریف
۸	تفسیر ابو السعود مصری	۲۵	فتح الباری شرح بخاری	۴۲	احیاء العلوم غزالی رح
۹	تفسیر بیضاوی مصری	۲۶	نووی شرح مسلم	۴۳	مکتوبات شریف مجدد رح
۱۰	تفسیر صاوی مصری	۲۷	زہر الربیٰ شرح نسائی	۴۴	استیعاب علامہ ابن البر
۱۱	تفسیر غرائب القرآن مصری	۲۸	سندی شرح نسائی	۴۵	فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ رح
۱۲	تفسیر جلالین شریف	۲۹	کشف الحاجہ شرح ابن ماجہ	۴۶	مرصاد العباد نجم الدین کبری رح
۱۳	تفسیر حسینی فارسی	۳۰	مناوی شرح شمائل مصری	۴۷	روض الریاحین یافعی رح
۱۴	تفسیر عزیزی پارہ عم	۳۱	جمع الوسائل بشرح الشمائل	۴۸	سر الشہادتین شاہ عبد العزیز رح
۱۵	تفسیر موضح القرآن	۳۲	موضوعات کبیر ملا علی قاری رح	۴۹	نزہۃ المجالس مصری
۱۶	صحیح بخاری شریف	۳۳	مواہب لدنیہ معہ زرقانی	۵۰	نور الابصار مصری
۱۷	صحیح مسلم شریف	۳۴	شفا شریف معہ شرح نسیم الریاض		

نعت شریف

آئینۂ حق ہے رخِ زیبائے محمدؐ
ہے منطقِ قال اللہ لبہائے محمدؐ

وہ نورِ خدا مظہرِ انوارِ الٰہی
ہے مشعلِ لمعات سراپائے محمدؐ

بے سایہ ہو وہ سایۂ حق جسمِ مبارک
اک برقِ تجلّی قدِ رعنائے محمدؐ

وہ کوچے وہ بازار ہوں خوشبوئے معطّر
جس رستے پیارا یہ گذر جائے محمدؐ

میں چوم کے قربان جاؤں آنکھوں میں لگاؤں
مل جائے اگر خاکِ کفِ پائے محمدؐ

براق پہ کس شان سے آیا ہے یہ دولھا
قربان ہوئیں حوریں شبِ اسرائے محمدؐ

تھا حکم قدم چومو اٹھو دوڑو فرشتو!
محبوب پیارے ترے وہ آئے محمدؐ

ہے قاضیِ حاجات وہ سرکارِ مدینہ
ہے دافعِ بلا گنبدِ خضرائے محمدؐ

سن نعت تڑپ اٹھا کون ہے دیکھو
سودائی نہیں ہے یہ سودائے محمدؐ

ہے درد بھی راحت بھی میسّر مجھے صابر
ہے جب سے بسی دل میں تمنائے محمدؐ

محمد عبد الحق صابر عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی نوّر الانوار و نوّر القلوب والابصار و الصّلوٰۃ والسلام علی من سماہ اللہ نوراً فی کتاب الانوار والاسرار سیّد الانبیاء والابرار سیدنا و مولٰنا محمدؐ ن النبی المختار و علی اٰلہٖ و اصحابہ الّذین ھم نجوم الاھتداء والانوار الی قیام اللیل والنّھار:-

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

عرصہ ہوا میرے پیر بھائی سید صاحب مدّظلہ العالی نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلّم کے فضائل پر کچھ لکھیں۔ سن کر کچھ مدّت تک میں خاموش رہا۔ اسلئے کہ فضائل الرسول صلّی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلّم ایک بحرِ زخار اور سمندر ناپیدا کنار ہے۔ جس کو عبور کرنے سے بڑے بڑے مشّاق تیراک عاجز ہو کر لایمکن الثناء کما کان حقہٗ کہہ گئے۔ اور ؎

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

کے معترف ہوئے۔ مگر ما لا یدرک کلّہ لا یترک کلّہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایک دن خیال پیدا ہوا۔ کہ اس سمندر سے جو کچھ موتی حاصل ہونگے یارانِ طریقت کی خدمت میں خصوصاً اور باقی اہلِ اسلام کی خدمت میں عموماً ہدیہ پیش کر دونگا۔
نیز حضور سراپا نور صلّی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلّم کے نورانی بیان سے میرا ایمان تازہ اور منور ہو جائیگا۔ اور ربِّ غفور الرّحیم کی بارگاہ سے امید قوی ہے۔ کہ اس

عجالہ نافعہ کے ذریعہ میرے بلشمار معاصی کی تلافی فرما دے۔ یہ کتاب حشر کو
کو وسیلۂ نجات و موجب معیتِ رؤف الرحیم نور مجسم نبی مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بنے۔ آمین۔

نیز میرے بھائیوں کی اولاد دنیا میں اُن کی نشانی رہیگی۔ اور ان میں میری
یادگار یہ کتاب رہ جائیگی۔ میرے بعد یہ کتاب کوئی پڑھیگا۔ تو شائد کوئی خدا
رسیدہ روشن دل میرے لئے دعائے خیر کرے اور ہاتھ اٹھا کر فاتحہ کا ثوابِ
ایصال کرے۔

میں کچھ لکھنے والا تھا کہ میرے ایک دوست نے مجھے ایک کتاب دی۔ کسی
مولوی صاحب نے اس میں لکھا تھا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نور نہیں تھے
آپ کو نور کہنا درست نہیں۔ آپ خاک سے پیدا ہوئے۔ اور خاکی کو نوری کہنا
لغو ہے۔ (نعوذ باللہ) اس سے پہلے بھی شہر نارووال میں کالج کے ایک پروفیسر
صاحب نے جلسہ عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تقریب پر دورانِ
تقریر میں یہ کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نور کہنا آپ کی توہین ہے۔ جلسہ
میں میں بھی موجود تھا۔ یہ الفاظ اپنے کانوں سنے۔ کالجوں کے اکثر تعلیم یافتہ گریجوایٹ
ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ حضرات جن کی تمام عمر انگریزی کتابوں کے مطالعہ میں گذر
جاتی ہے۔ جب دیکھو کوئی انگریزی کتاب ہاتھ میں یا انگریزی اخبار نہ دینی اور نہ
مذہبی کتابوں سے دلی تعلق نہ ان کا شوق۔ بیچارے عموماً عربی زبان سے بے
بہرہ ہوتے ہیں۔ اردو زبان میں چند مذہبی کتابیں پڑھ لیں۔ بس مقرر بن گئے۔
لگے اسلام کے متعلق تقریریں کرنے۔ اور اہلِ محبت علمائے کرام پر اعتراض کرنے

عربی پروفیسروں نے عربی ادب کے علاوہ دیگر چند کتابیں پڑھ لیں اور عالم دین بن بیٹھے۔ لگے محدثین و مفسرین سلف کو جاہل بنانے خلاف اسلاف آیات قرآن اور احادیث شریفہ کے اپنے وضعی معنے سنانے۔ علم دین کے لئے تو اکثر کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ کتب تفاسیر و احادیث اور شروح احادیث کتب فقہ۔ اصول فقہ۔ اصول حدیث و تفسیر وغیرہ۔ اکثر انگریزی خواں نہ پورے علم دین سے واقف نہ مستند کتب دین کا مطالعہ نہ معتبر کتابوں کے نام یاد نہ ان کے مصنفین محدثین کی جلالت شان سے واقفیت۔ پھر ایسے لیکچرار کو کسی شیخ کامل سے تعلق نہیں ہوتا۔ کسی درد بھرے شیخ کی خدمت میں جانا نصیب نہیں ہوتا بلکہ مشائخ زمانہ سے نفرت ہوتی ہے۔ ایسے واعظ مولوی اور لیکچرار پروفیسر کی بے مزہ تقریر وعظ میں روکھے الفاظ پھیکا بیان بے درد داستان مشائخ پر طعن اولیاء عظام پر بہتان انبیائے کرام کی تنقیص شان یہ ہے ان کا وعظ۔ ایسی تقریر اور ایسی ہی تحریر ایسوں کی باتیں سن کر میں نے قلم اٹھایا۔ اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاکھوں صفات حمیدہ میں سے صرف ایک صفت نور کا بیان لکھا۔ اکثر کتابوں سے یہ پھول چن چن کر گلدستہ بنایا۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ اہل محبت کے مشام جان کو تازہ کرے گا۔ اور نور ایمان کو افزونی بخشے گا۔

اقوال بزرگاںؒ

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ مسئلہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے دکھاؤ

بزرگوں کے اقوال کے ہم قائل نہیں۔ نہ ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ زیادہ تعجب اس بات کا ہے۔ کہ بعض لوگ حنفی دیوبندی کہلاتے ہیں۔ اور پھر اپنی کتابوں میں یوں لکھتے ہیں۔ کہ اقوالِ بزرگاں ضروری نہیں۔ یہ بات نص صریح سے ثابت کرو۔ اقوالِ بزرگاں کو یہاں ہم نہیں مانتے۔ بھلا یہ تو بتایئں کہ کونسی نص صریح ہے بزرگ جس کے خلاف ہیں۔ نص صریح کو نص صریح تو بزرگوں کے اقوال نے بنایا۔ بزرگوں کے اقوال چھوڑ دو۔ تو نہ آیات کے معنی صحیح نہ احادیث کا مطلب درست نہ تمہارے ان معنوں کو کوئی ماننے کو تیار۔ کیونکہ حضور سرا پا نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ من قال فی القرآن بعلمہ فلیتبوأ مقعدہ فی النار (ترمذی) جس نے قرآنِ مجید میں اپنے علم سے کچھ کہا پس اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ من فسر القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ فی النار۔ جس نے قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ تیسری حدیث میں ہے۔ من قال فی القرآن برایہ واصاب فقد اخطأ (ابوداؤد) جس نے قرآن مجید میں اپنی رائے زنی کی۔ اگر درست بھی کہا پھر بھی خطا کی۔ ان تین احادیث سے ثابت ہوا۔ کہ قرآن مجید کے معنے کرنے میں اپنی رائے سے کام لینا جہنمی کی نشانی ہے۔ یعنی ایسی رائے اور ایسے معنے جو آجتک کسی صحابی کسی محدث کسی مفسر نے نہ کئے ہوں۔ بلکہ من گھڑت ہوں۔ ان کے مخالف ہوں۔ تو وہ معنے نامقبول اور ناجائز ہیں۔ تو بتاؤ اقوالِ بزرگاں کی ضرورت پڑی یا نہیں۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اقوالِ بزرگاں کی ضرورت نہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ آیتِ قرآن مجید کے معنے اپنی رائے سے نہیں کرسکتا تو آیت شریفہ کے معنے کے لئے جمہور مفسرین کی رائے کی ضرورت پڑی۔

اور اقوالِ بزرگاں کو ماننا پڑا۔ اِن اقوال کو چھوڑ کر اِن کے خلاف اپنی رائے پر آیتِ پاک کے معنے کریگا تو جہنمی بنیگا۔

اب رہی حدیث اِس کے لئے بھی اقوالِ بزرگاں کی سخت ضرورت ہے۔ بلکہ اپنی رائے سے تو کسی عبارت کو بھی حدیث نہیں کہہ سکتا۔ جب تک کہ اقوالِ بزرگاں نے اُسے حدیث ثابت نہ کیا ہو۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا من کذب علیّ متعمداً فلیتبوّأ مقعدہ فی النار (جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے) پھر کیسے معلوم ہو۔ کہ یہ حدیث آپؐ کی حدیث ہے یا وضعی۔ سچی حدیث ہے یا جھوٹی۔ اِس پر علمائے کرام نے اصولِ حدیث مقرّر کئے۔ تاکہ اِن اصول کے ماتحت سچّی اور جھوٹی حدیث کی پہچان ہو سکے اصولِ حدیث کے تحت راویانِ حدیث کے اخلاق و اطوار کی بڑی چھان بین کی۔ اسماء الرجال کی ضخیم کتابیں لکھ دیں۔ علم حدیث میں بڑی تحقیق سے کام لیا۔ حدیث کی کئی اقسام مقرّر کیں۔ مرفوع۔ متواتر۔ مرسل۔ معضل۔ منقطع۔ صحیح۔ حسن۔ ضعیف۔ احاد وغیرہ۔ گویا حدیث کا اندازہ لگا لیا۔ یہ ایسی ہے یہ ایسی ہے۔ تو یہ اصولِ حدیث کس نے مقرّر کئے۔ یہ راویانِ حدیث کی پڑتال کس نے کی۔ انہیں سچا۔ جھوٹا کس نے معلوم کیا۔ یہ اقوالِ بزرگان سے ہی پتہ چلا۔ صحیح و ضعیف حدیث کس نے بتائی۔ اقوالِ بزرگاں نے تو پھر اقوالِ بزرگاں کے بغیر کوئی چارہ ہے؟ اِن کو چھوڑ کر آخرت میں چھٹکارا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قرآن پاک میں ہے۔ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ہ

ترجمہ۔ جس نے رسول ؐ کی مخالفت کی اس کے بعد کہ ہدایت اس کے لئے ظاہر ہو چکی اور مومنین کی راہ کے خلاف چلا ہم اُسے پھیرتے ہیں۔ جدھر وہ پھر گیا اور ہم اُسے جہنم میں لے جائیں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

فائدہ۔ اس آیت مبارکہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مخالفت منع ہے۔

۲۔ ہدایت ظاہر ہو چکی۔ یعنی قرآن و حدیث۔

۳۔ مومنین کی مخالفت بھی منع (اس سے مراد علمائے کرام ہیں)

۴۔ ان سب کا مخالف جہنمی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اطاعت قرآن و حدیث پر عمل ہے۔ اور مومنین یعنی علمائے کرام محدثین اور مجتہدین فقہائے عظام کی راہ بھی یہی قرآن و حدیث۔ راہ صرف ایک ہے۔ یعنی قرآن و حدیث۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور مومنین کا لفظ علیحدہ علیحدہ کیوں فرمائے۔ ایک ہی لفظ رسول ؐ کافی تھا۔ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) مگر فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ (حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا) دونوں لفظ لانے میں یہ حکمت ہے۔ اور یہ بتانا مطلوب ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اطاعت کے ساتھ مومنین کا اتباع بھی ضروری ہے۔ اور یہ ایک ہی چیز ہے۔ اور دونو لازم و

ملزوم ہیں۔ یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور مومنین کے اقوال کے خلاف اس کا عمل ہے تو حقیقت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے۔ کیونکہ مومنین کے خلاف ہونا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ جیساکہ مومنین فقہا و محدثین نے سمجھا اور امام ترمذیؒ نے اپنی جامع ترمذی میں کہا بھی ہے۔ کذالک قال الفقھاء وھم اعلم بمعانی الحدیث (کتاب الجنائز) (فقہائے نے اسی طرح کہا ہے۔ اور وہ حدیث کے معانی خوب جانتے ہیں) یعنی سب سے زیادہ حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے والے اور اصلی مفہوم جاننے والے فقہا ہیں۔

پس ثابت ہوا۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی ہدایت (قرآن و حدیث) کو سمجھنے کے لئے اقوالِ بزرگاں کی سخت ضرورت ہے۔ اور مومنین جمع مومن کی ہے۔ جس سے جماعت مومنین کا اشارا نکلا۔ یعنی جدھر جماعت مومنین علمائے کرام کی زیادہ ہے۔ وہ راہ صحیح ہے۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرما دیا۔

ید اللہ علی الجماعۃ (ابن ماجہ) جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ جو اس کی شان کے لائق ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ (ابن ماجہ) میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔ اور ایک اور حدیث میں ہے (اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار (بڑی جماعت کی پیروی

گروہ جو اس بڑی جماعت سے علیحدہ ہوا جہنمی ہے)

ثابت ہوا۔ کہ علمائے کرام مومنین کی بڑی جماعت جس طرف ہے وہی راہ صحیح ہے۔ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی راہ ہے۔ پس اقوالِ بزرگان کو چھوڑنے والا صحیح راہ کے خلاف ہے۔ اب آیاتِ قرآن اور احادیث شریفہ کے معانی میں بزرگوں کے اقوال سنو۔ اور انہیں تسلیم کرکے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبّت سے اپنا ایمان نورانی بناؤ۔

آیتِ نور

یہ کتابِ کُن میں آیا طرفہ آیۂ نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنیٰ نور کا

اللہ تعالیٰ نے نور کا اطلاق قرآن پاک میں اپنی ذاتِ پاک پر بھی فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) اور قرآن پاک کو بھی نور فرمایا۔ وَاتَّبِعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ (اور اس نور (قرآن) کی اتباع کرو جو حضورؐ کے ساتھ نازل کیا گیا) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی قرآن پاک میں نور فرمایا۔ فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ (بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور کتاب مبین) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم پر

دو چیزیں انعام کیں۔ نور اور کتاب مبین۔ نور ایک چیز ہے۔ کتاب مبین دوسری چیز۔ قرآن مجید کو بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے نور کہا ہے۔ مگر جمہور مفسرین اور محدثین کی یہی رائے ہے۔ کہ اس آیت مبارکہ قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ میں نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کتاب سے قرآنِ پاک۔ نور اور کتاب میں واؤ عاطفہ ہے۔ نور معطوف علیہ اور کتاب معطوف۔ معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت ہوتی ہے یعنی دونو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ مثلاً جَآءَ زَیۡدٌ وَّ بَکۡرٌ (زید اور بکر آئے) زید اور بکر دو آدمی ہیں۔ ایک نہیں۔ اسی طرح نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ میں نور اور کتاب دو جدا جدا چیزیں بیان ہوئیں۔ اگرچہ قرآنِ پاک بھی نور ہے مگر اس آیت مبارکہ میں نور سے مراد حضور ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کتاب سے مراد قرآنِ مجید یہی اکثر مفسرین کی رائے ہے۔ سُنیئے!

۱۔ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر موضح القرآن صـ۱۰۲ میں یوں لکھتے ہیں۔

"تحقیق آئی تم کو اللہ کی طرف سے ایک روشنی کہ کفر کی تاریکی کو دور کرتی ہے۔ اور کتاب ظاہر کرنے والی احکامِ شریعت کو۔ روشنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور کتاب قرآن ہے"۔

۲۔ علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی مطبوعہ مصر جلد ۶ صـ۸۷ تحت آیتِ نور فرماتے ہیں۔ (قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ) عظیم وھو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والی ھذا

ذھب قتادۃ والزجاج (ترجمہ :۔ یقیناً تمہارے پاس آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور عظیم اور وہ تمام نوروں کے نور اور مختار نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مفسرّ قتادہ اور علامہ زجاج نے اسی معنی کو لیا۔ وقال الطیبی انہ اوفق (علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ نے فرمایا یہی معنی زیادہ موافق ہیں) ابو علی جبائیؒ اور زمخشری معتزلی نے نور اور کتاب مبین سے قرآن مراد لیا ہے۔ جس کے بارے میں امام فخر الدین رازی نے فرمایا وھذا ضعیف (یعنی یہ قول ضعیف ہے) صاحب روح المعانی تنقیح وتشریح کے بعد فرماتے ہیں۔ ولا یبعد عندی ان یراد بالنور والکتاب المبین النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ولا شک فی صحۃ الطلاق کل علیہ السلام (ترجمہ :۔ میرے نزدیک نور اور کتاب مبین دونوں سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مراد لئے جائیں تو کوئی بعید نہیں اور ہر ایک صفت مذکورہ کا اطلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بلاشک صحیح ہے) یعنی نور اور کتاب مبین حضورؐ ہی ہیں۔

۳ ۔ امام فخر الدینؒ رازی نے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ۳ صـ۳۹۵ میں یوں لکھا۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین وفیہ اقوال الاول ان المراد بالنور محمدؐ و بالکتاب القرآن (ترجمہ :۔ بیشک آیا تمہارے پاس نور اور کتاب مبین اور اس میں کئی اقوال ہیں۔) پہلا قول یہ ہے۔ کہ نور سے مراد محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔

۴ ۔ تفسیر غرائب القرآن مصری برحاشیہ تفسیر ابن جریر جلد ۶ صـ۸۷ میں ہے قد جاءکم من اللہ نور محمد او اسلام وکتاب مبین ھو القرآن ۔ (ترجمہ:۔ آیا تمہارے پاس اللہ سے نور یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اسلام اور کتاب مبین سے

مراد قرآن مجید ہے۔

تنبیہ: بعض تفسیر میں نور سے مراد اسلام بھی لیا گیا ہے۔ یعنی بعض علماء نے ایسا سمجھا ہے۔ لیکن یہ کسی تفسیر میں نہیں کہا گیا۔ کہ جن علماء نے نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ یا حضورؐ کو نور کہنا ناجائز ہے۔ نور کہنا توہین ہے۔ یہ کسی ایک عالم اور محدث یا مفسر نے نہیں لکھا۔

۵۔ فقہ و حدیث اور تفسیر و تاریخ کے امام علامہ ابن جریر الطبری تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر جلد ۶ صـ۹۲ میں اس طرح رقم طراز ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یعنی بالنور محمد صلے اللہ علیہ وسلم الذی انار اللہ بہ الحق واظہر بہ الاسلام (ترجمہ:- بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین یعنے نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے طفیل اللہ تعالےٰ نے حق کو روشن کیا اور جن کے صدقہ سے اسلام کو ظاہر فرمایا۔

۶۔ علامہ ابو السعودؒ الشافعی تفسیر ابو السعود مصری جلد ۴ صـ۲۶ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور قیل المراد بالاول ھو الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام وبالثانی القرآن۔ (ترجمہ:- آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔ علماء کا قول ہے۔ کہ پہلے کلمہ نور سے مراد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور دوسرے کلمہ کتاب مبین سے مراد قرآن مجید۔

۷۔ تفسیر صاوی مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۲۱ میں عاشق مصطفےٰ علامہ صاوی فرماتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور ھو النبی صلے اللہ علیہ وسلم وسمی نوراً لانہ ینور البصائر ویھدیھا للرشاد ولانہ اصل کل نور حسی ومعنوی۔

ترجمہ:- آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس واسطے آپ کا نام نور رکھا۔ کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم دلوں کو نورانی بناتے ہیں۔ اور ان کو صراط مستقیم تک پہنچا دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔ (یعنے سب نور آپ سے نکلے ہیں)۔

۸۔ علامہ بیضاوی شافعی اپنی تفسیر بیضاوی مصری جلد نمبر ۲ ص ۹۲ میں لکھتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین وقیل یرید بالنور محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ:- آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۹۔ علامہ اسمٰعیل حقی اپنی تفسیر روح البیان مطبوعہ حیدر آباد جلد ا ص ۵۴۸ میں یوں لکھتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور کان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اولی باسم النور وھذا کان یقول انا من اللہ والمؤمنون منی (ترجمہ:- آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور یہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ زیادہ لائق ہیں۔ کہ آپ کا نام نور ہو۔ آپ اسی واسطے فرمایا کرتے تھے۔ میں اللہ کے نور سے ہوں۔ اور مومن میرے نور سے۔

۱۰۔ قرآن مجید کو سب سے بہتر سمجھنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد

بھائی اور صحابی سید المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی تفسیر ابن عباس مطبوعہ مصر صد ۷۲ میں یوں رقمطراز ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور ای رسول یعنی محمدا۔ (ترجمہ:۔ آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف نور یعنی رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱۔ تفسیر جلالین شریف صد ۹۷ میں یوں درج ہے۔ قد جاء کم من اللہ نور ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ:۔ آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۲۔ علامہ خازن تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ا صد ۴۴۷ میں اس طرح رقم پذیر ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور یعنی محمدا صلے اللہ علیہ وسلم انما سماہ اللہ نورا لانہ یھدی بہ کما یھتدی بالنور فی الظلام (ترجمہ:۔ بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے نور رکھا کیونکہ آپ سے راہِ ہدایت ملتی ہے۔ جیسے نور سے اندھیرے میں راہ ملتی ہے۔

۱۳۔ علامہ نسفیؒ حنفیؒ تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد ا صد ۴۴۷ میں ایسا لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین النور محمد علیہ السلام لانہ یھتدی بہ کما سمی سراجا (ترجمہ:۔ بیشک آیا تمہارے پاس اللہ سے نور اور کتاب مبین نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیونکہ اُن سے راہِ ہدایت ملتی ہے۔ جیساکہ آپ کا نام سراج رکھا گیا۔

۱۴۔ مُلّا حسینؒ کاشفی تفسیر حسینی میں لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور وکتاب

مبین۔ گفتہ اند نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است وکتاب مبین قرآن است در بحر الحقائق آوردہ کہ وجہ تسمیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور آنست کہ اول چیزے کہ حق تعالیٰ بنور قدم از ظلمت کدہ عدم بوجود آوردہ نور دے بود صلی اللہ علیہ وسلم کہ اول ماخلق اللہ نوری۔ (ترجمہ:۔ بیشک آیا تمہارے پاس اللہ سے نور اور کتاب مبین۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین قرآن ہے۔ اور کتاب بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک رکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلی چیز جو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے پیدا کی اور اُسے عدم کی اندھیرلوں سے وجود کی روشنی میں لایا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ کہ حدیث میں ہے۔ اول ماخلق اللہ نوری (میرا نور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا)

تنبیہ۔ اِن چودہ[۱۴] تفسیروں سے اُمت کے چودہ[۱۴] جلیل الشان مفسّرین اور مشاہیرِ عالم علمائے اُمت کی تحریروں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی **نور** فرمایا۔ پس آپ کو نور کہنا درست ہوا۔ نور کہنے والے سچے اور آپ کو نور نہ سمجھنے والے جھوٹے ہیں۔ اتنے بزرگوں کی رائے کے خلاف سمجھنے والا خود جھوٹا ہے۔ ید اللہ علی الجماعۃ (اللہ کا دستِ قدرت جماعت پر ہے) اب دیگر آیات میں مفسّرین کی رائے اور محدّثین کا کلام سُنئیے:۔

۱۵۔ صاحب تفسیر روح البیان آیت مبارکہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ الآیہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم نورا وانہ تعالیٰ سمی نفسہ نوراً بقولہ تعالیٰ اللہ نور السموات والارض وسمی الرسول

نور الان اول شئ اظهره الحق بنور قدرته من ظلمة العدم کان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما قال اول ما خلق اللہ نوری ثم خلق العالم بما فیہ من نورہ (تفسیر روح البیان مصری جلد ۱ صفحہ ۵۴۸)

(ترجمہ:- بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مبعوث فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بھی نور رکھا اور پہلی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا (پیدا کیا) اور عدم کے اندھیرے سے اپنے نور قدرت سے ظاہر کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری (اللہ تعالیٰ نے جو چیز سب سے پہلے پیدا کی میرا نور ہے) پھر آپ کے نور سے سارا جہان اور جو کچھ اس میں ہے پیدا فرمایا۔

۱۶- تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۲۳ میں زیر آیت اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ میں ہے۔ وقع ھذا التمثیل لنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عباس لکعب الاحبار اخبرنی عن قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ قال کعب ھذا مثل ضربہ اللہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فالمشکوٰۃ صدرہ والزجاجۃ قلبہ والمصباح فیہ النبوۃ توقد من شجرۃ مبارکۃ ھی شجرۃ النبوۃ یکاد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ یتبین للناس ولو لم یتکلم بہ انہ نبی لما یکاد ذالک الزیت یضئ وروی عن ابن عمر فی ھذہ الآیۃ قال المشکوٰۃ جوف محمد صلی اللہ علیہ وسلم والزجاجۃ قلبہ والمصباح النور الذی جعلہ اللہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ (ترجمہ:- یہ تمثیل نور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار سے فرمایا۔ کہ اس آیت کے معنی بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی روشندان (طاق) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ شریف ہے

اور فانوس قلب مبارک اور چراغ نبوت کہ نبوت کے درخت سے روشن ہے۔ اور اس نور محمدی کی روشنی و اضاءت اس مرتبہ کمال ظہور پر ہے۔ کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان نہ بھی فرمائیں۔ جب بھی خلق پر ظاہر ہو جائے کہ آپ نبی ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ روشندان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلب اطہر اور چراغ وہ نور جو اللہ نے اس میں رکھا کہ نہ شرقی ہے نہ غربی۔

۱۷۔ علامہ قاضی عیاض کتاب الشفا بحقوق المصطفٰے مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اور کعب احبار اور سعید جبیر تابعین کا قول نقل کرتے ہیں۔ المراد بالنور الثانی ھنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ:۔ اور آیت پاک کے دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۸۔ علامہ شہاب الدین خفاجی شافعی مصری نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ میں لکھتے ہیں۔ النور اطلق علی اللہ و علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علی القران (ترجمہ:۔ نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ہے۔ (قرآن مجید میں ایسا آیا) اور پھر یہی علامہ اسی کتاب صفحہ ۱۱۰ میں یوں لکھتے ہیں۔ ان النور اطلق علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و المعنی مثل نورہ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ:۔ بیشک نور کا اطلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اور مثل نورہ کے معنی اور مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

۱۹۔ حضرت ملا علی قاری محدث حنفی شرح شفا مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ مراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان النور عبارۃ عن الظہور وقد انکشف بہ الحقائق الخفیۃ والاسرار الاحدیہ (ترجمہ:۔ اس آیت میں نور

سے مُراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نور سے مطلوب آپؐ کا ظہور ہے۔ کیونکہ آپؐ کے نور سے حقائق الٰہیہ اور اسرار احدیث (اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راز) کُھل گئے۔

۲۰۔ اِسی کتاب جلد ۱ صفحہ ۱۱۴ میں حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اطلق النور علیہ الصلوٰۃ والسلام لانہ یھتدی بہ من الظلمات الی النور۔ (ترجمہ:- نور کا اطلاق آپؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا کیونکہ آپؐ کے سبب اندھیروں سے روشنی کی طرف راہ ملتی ہے۔

۲۱۔ علامہ شہابؒ خفاجی انہی آیات کی تفسیر میں نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ میں فرماتے ہیں۔ وقد جاء من القابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وسماتہ فی القرآن عدۃ کثیرۃ کالنور والسراج المنیر کما قال اللہ تعالیٰ قد جاءکم من اللہِ نور او فسر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ نور لا ینطفی (ترجمہ:- حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے القاب اور نام قرآن پاک میں کئی آئے ہیں۔ نور، سراجِ منیر جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قد جاءکم من اللہ نور اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے ہیں۔ بیشک وُہ ایسے نور ہیں جو نہیں بجھتے۔

فرماتے ہیں۔ سمی اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم نوراً فقال قد جاءکم من اللہ نور المراد بالنور فی ھٰذہ الآیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

(ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک نور رکھا فرمایا قد جاءکم من اللہ نور اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ شریف مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے

ہیں۔ واما النور فقال اللہ تعالیٰ قد جاء کم من اللہ نور قیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفی قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ المراد ھہنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۱۷۱) ترجمہ:۔ آپ کا نام نور بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قد جاء کم من اللہ نور۔ علماء کا قول ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول مثل نورہ کمشکوٰۃ میں بھی نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)

۲۳۔ پھر اسی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سراج کے متعلق لکھا۔ فھو السراج الکامل فی الاضاءۃ ولم یوصف بالوھاج کالشمس لان المنیر ھو الذی ینیر من غیر احراق بخلاف الوھاج (زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۱۷۲) ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روشنی میں سراج کامل ہیں۔ اور سورج کی طرح آپ کو وہاج نہ کہا گیا (سراج منیر کہا گیا) کیونکہ منیر وہ ہے جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلائے نہیں بخلاف وھاج کے (وھاج جلانے والے کو کہتے ہیں) قرآن پاک میں سورج کو سراجاً وھاجاً فرمایا یعنی سورج سراج تو ہے مگر روشنی کے ساتھ سورج کی گرمی بھی جلا دینے والی ہے اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراجاً منیراً فرمایا کہ اشیاء کو روشن کرتے ہیں۔ مگر جلاتے نہیں۔

۲۴۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ سمی السراج لان السراج الواحد یؤخذ منہ السراج الکثیرۃ ولا ینقص من ضوئہ کذلک سراج الطاعات اخذت من سراجہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینقص من اجرہ شئ (زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۱۷۱) ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سراج رکھا گیا۔ اس لئے کہ جیسے چراغ سے کئی چراغ روشن کئے جا سکتے ہیں۔ اور اس پہلے چراغ کی روشنی سے کمی نہیں ہو جاتی

اسی طرح طاعات وعبادات کے چراغ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت سے روشن کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے اجر میں ذرہ کمی نہیں ہوتی) اسی کتاب میں دوسری جگہ فرمایا اعلم ان اللہ تعالیٰ قد وصف رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنور فی قولہ تعالیٰ قد جاء کم من اللہ نور النور ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسماہ سراجا منیرا وفی قولہ تعالیٰ اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ عن کعب وابن الجبیر النور الثانی ھنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :۔ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت نور فرمائی جیسا کہ فرمایا قد جاء کم من اللہ نور وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کا نام سراج منیر بھی فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ میں کعب احبار اور سعید بن جبیر تابعین کا قول ہے۔ کہ دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) پھر علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں۔ نفسہ القدسیۃ اعظم فی النورانیۃ من الشمس (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک نورانیت اور روشنی میں سورج سے بڑھ کر ہے (زرقانی جلد ۶ ص ۲۳۷)

۲۵۔ قرآن مجید میں سورۂ والفجر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قسم ہے نورِ فجر کی فجر بھی ایک نور ہے ۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مصری جلد ۲ ص ۱۷۵ میں فرماتے ہیں۔ اما الفجر فی قولہ تعالیٰ والفجر ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :۔ لیکن والفجر جو اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۶۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (قسم ہے ستارے کی جب گرا) ستارا

ایک نور ہے۔ علماء کا قول ہے کہ یہاں بھی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ اسی مواہب اللدنیہ مصری جلد ۲ صـ۲۷ میں ہے۔ اما النجم نعن جعفر الصادق انہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا ھوی اذا نزل من السماء لیلۃ المعراج (ترجمہ:۔ سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ کہ نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تارا جب اترا یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج آسمان سے زمین کی طرف اترے)

"تنبیہ"۔ علمائے سلف کو پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر پیار اور محبت تھی کہ ہر آیت اور ہر کلام سے آپ کی صفتِ اعلیٰ کی تلاش ہی رہتی محبت کے معنے ہی یہی ہیں۔ اور آج کل کے بعض نام کے مولوی اسی تلاش میں دن رات لگے رہتے ہیں کہ کسی آیت کسی حدیث سے کوئی ایسا کلام ملے جس سے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نقص اور کمی شان معلوم ہو۔ دنیا کے عشاق کو دیکھو تو وہ بھی اپنے محبوب کے نقص کو صفت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور دشمن کا یہ کام ہے کہ نعت کو بھی عیب بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے پیارے محبوب ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نقص رکھا ہی نہیں۔

۲۷۔ حضرت شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد ا صـ۱۰۶ میں فرماتے ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدۂ حیرت در جمال و کمال وے خیرہ مے شد۔" (ترجمہ:۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے قدم تک تمام نور ہی تھے۔ کہ حیرت کی آنکھیں آپ کے جمال و کمال میں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ یعنی عقلیں آپ کی شان میں حیران ہیں۔ کچھ سمجھ نہیں آتی۔

۲۸ - اسی کتاب میں دوسری جگہ حضرت شیخ لکھتے ہیں "حق سبحانہ تعالیٰ اورا نور و سراج منیر در غایت نورانیت خواند کہ روشن و پیدا گشت بجمال و کمال وے صلی اللہ علیہ وسلم ابصار و بصائر چنانچہ فرمود قد جاءکم من اللہ نور" (مدارج النبوت جلد ا صہ ۶۳)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت درجہ کی نورانیت و تنویر کی وجہ سے نور اور سراج منیر فرمایا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال و کمال سے بصارتیں اور بصیرتیں روشن ہوئیں۔ جیسا کہ آپ کے حق میں فرمایا قد جاءکم من اللہ نور (آیا تمہارے پاس اللہ سے نور)

۲۹ - علامہ قاضی عیاض محدث مالکی فرماتے ہیں قال ابن عطاء فی قولہ تعالیٰ والفجر ولیال عشر الفجر محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شفا شریف مطبوعہ مصر جلد ا صہ ۲۰۲)

ترجمہ :- ابن عطا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام وَالْفَجْرِ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳۰ - قال جعفر بن محمد الصادق فی تفسیر والنجم اذا ھوی انہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ النجم الاکبر والکوکب الانور انتہٰی شرح شفا ملا علی قاری مطبوعہ مصر جلد ا صہ ۲۰۲

ترجمہ :- امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ملا علی قاری کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے نورانی ستارے اور بڑے روشن کوکب ہیں۔

۳۱ - قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے وَالضُّحٰی فرمایا۔ قسم ہے ضحیٰ کی ضحیٰ دن کے وقت چاشت کو کہتے ہیں۔ گویا دن کے نور کی قسم یاد فرمائی۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یاد فرمائی دن کا نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری محدث حنفی لکھتے ہیں۔ والضحیٰ ان فی الضحیٰ ایماء الی وجھہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- بیشک وَالضُّحٰی

ہیں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ کی طرف اشارہ ہے (شرح الشفا علی قاری)
اسی طرح دوسرے علماء نے اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا دیکھو تفسیر عزیزی ودیگر تفاسیر۔
۲۲۔ علامہ قاضی عیاض محدث مالکی والسماءِ والطارق کی تفسیر میں لکھتے ہیں وما ادراک
ما الطارق النجم الثاقب ان النجم هنا ایضا محمد صلی الله علیه وسلم (ترجمہ: سورہ
پاک میں النجم الثاقب جو الفاظ ہیں۔ یہاں النجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
(کتاب الشفا جلد ۱ ص ۲۱۵)

۲۳۔ ملا علی قاری محدث حنفی تحریر فرماتے ہیں۔ طٰہٰ اسم من اسمائه صلی الله علیه
وسلم وهو فی حساب العدد والمرموز فی ابجد اربعة عشر ایماء الی بدر وجهه
فی غایة النور (شرح الشفا ملا علی قاری مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۳۱) ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اسماء گرامی سے ایک نام طٰہٰ ہے۔ طٰہٰ قرآن پاک میں آپ کا ہی نام ابجد
کے حساب سے ہے۔ طٰہٰ کے عدد بحساب ابجد ۱۴ ہوتے ہیں اور بدر چودھویں رات
کے چاند کو کہتے ہیں اور یہ آپ کے چہرۂ نورانی کی طرف اشارہ ہے جو بے نہایت نور ہے
صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۴۔ علامہ زرقانی بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ ومن اسمائه صلی الله علیه وسلم البدر
فی قصص الکسائی ان الله تعالیٰ قال لموسیٰ ان محمدا هو البدر الباهر والنجم الزاهر
والبحر الزاخر (زرقانی علی المواهب مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۱۲۴) ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اسمائے گرامی سے ایک نام بدر ہے امام کسائی نے قصص الانبیاء میں لکھا۔ کہ
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) روشن بدر
چمکنے والا نجم اور بحرِ ذخار ہیں۔ (موتیوں جیسی نورانی صفتوں کا بھرا ہوا سمندر)

۳۵۔ علامہ زرقانی دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ فسر بعضھم کما حکاہ الامام فخر الدین الرازی والضحیٰ بوجھہ صلی اللہ علیہ وسلم واللیل بشعرہٖ لانہ وجھہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید النور بحیث یقع نورہ علی الجدار اذا قابلھا (زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۱)

ترجمہ:۔ بعض علماء نے بیان کیا۔ جیسا کہ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے حکایت کی۔ کہ والضحیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا پاک مراد ہے اور واللیل سے آپ کے بال مبارک کیونکہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا چہرا بہت زیادہ نورانی تھا۔ ایسا کہ جب دیواروں کے سامنے گذر فرماتے دیواروں پر چہرۂ انور کے نور کی چمک پڑتی۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ دائما ابداً۔

تنبیہ:۔ سبحان اللہ وہ علمائے کرام جن کو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے عشق ہے۔ وہ تو یوں تعریفیں اور صفتیں بیان کریں۔ اور آج کل کے خشک ملاں اور واعظ یوں کہیں کہ آپ کو نور کہنا ناجائز ہے۔ اور حضور کو نور کہنا آپ کی توہین ہے۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

فائدہ:۔ اس سارے بیان گذشتہ سے اُمت کے جلیل القدر علمائے کرام کے نورانی بیان سے آپ کا نور ہونا ثابت ہوا۔ علمائے کرام کے نام پھر سن لو تا کہ پتہ لگے کتنی بڑی علماء کی جماعت ہماری ہم عقیدہ ہے۔

۱۔ شاہ عبد القادر محدث دہلوی (۲) علامہ آلوسی (۳) امام فخر الدین رازی (۴) صاحب غریب القرآن (۵) امام ابن جریر الطبری (۶) علامہ ابو السعود (۷) علامہ صاوی (۸) امام بیضاوی (۹) علامہ اسمٰعیل حقی (۱۰) امام سیوطی (۱۱) علامہ خازن (۱۲) علامہ نسفی (۱۳) ملا کاشفی (۱۴) قاضی عیاض (۱۵) علامہ شہاب خفاجی (۱۶) ملا علی قاری (۱۷) امام قسطلانی

(۱۸) علامہ زرقانی (۱۹) شیخ محقق عبدالحق محدث (۲۰) اور متقدمین سے کعب احبار (۲۱) سعید بن جبیر (۲۲) ابن عطا (۲۳) سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (۲۴) امام کسائی۔ اور صاحب بحر الحقائق بھی اِن ۲۵ مستند و معتبر علماء نے آپ کو نور سمجھا۔ بیشک آپ نور ہیں اور ہم خدا کے فضل و کرم سے کثیر جماعت علماء کے ہم خیال ہیں۔ اور جو اِن کے مخالف عقیدہ رکھتا ہے وُہ بڑی جماعت کی مخالفت کر کے اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بناتا ہے۔ اب سنو حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا۔ اور اس کے ساتھ اقوالِ علماء امت۔

حدیثِ نُور

تُو ہے سایۂ نور کا ہر عضو ٹکڑا نُور کا
وضع واضع میں تیری صورت ہے معنیٰ نور کا

۱۔ بخاری شریف کتاب الدعوات جلد ۲ صفحہ ۹۳۵ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یہ دعا مانگی۔ اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وعن یمینی نورا ومن یساری نورا وفوقی نورا وتحتی نورا وامامی نورا وخلفی نورا واجعل لی نورا (ترجمہ:۔ اے اللہ کر دے میرے دِل میں نور۔ میری آنکھوں میں نور۔ میرے کانوں میں نور۔ میرے دائیں نور۔ میرے بائیں نور۔ میرے اوپر نور۔ میرے نیچے نور۔ میرے آگے نور۔ میرے پیچھے نور۔ اور مجھے ذاتی نور بنا دے۔

۲۔ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۶۱ باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائہ باللیل میں

یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔ قال ابن عباس کنت عند خالتی میمونہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکر بمثل حدیث غندر وقال واجعلنی نوراً ولم یشک (ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پھر ساری حدیث نور ذکر کی اور یہ الفاظ بھی فرمائے واجعلنی نوراً (مجھے نور بنادے) اور اس حدیث میں شک نہیں کیا۔

۳۔ بخاری و مسلم کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے بھی اس حدیث کو نقل کیا۔ مثلاً امام ترمذی نے جامع ترمذی میں امام نسائی نے سنن نسائی میں۔ امام قاضی عیاض نے کتاب الشفا میں۔ امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ فی لحمی ودمی وشعری وعظامی ولسانی وقبری نوراً (یعنی میرے گوشت۔ میرے خون میرے بالوں۔ میری ہڈیوں۔ میری زبان۔ میری قبر کو نور بنادے)

۴۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر جلد ۱۱ ص ۹۳ میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی شرح بسیط لکھی ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی روایت کیے۔ وزدنی نوراً (الٰہی مجھے زیادہ نور دے) یعنی نور ہی نور بنادے اس نور میں پھر ترقی دے دن رات کی ہر گھڑی میں نور بڑھتا رہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (اے محبوب آپ کی ہر گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے) یعنی نور ہر روز ترقی پر ہو رہا ہے۔

۵۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۸۷ میں ہے۔ قالت حلیمۃ وکان ینزل علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کل یوم نور کنور الشمس ثم ینجلی عنہ (حلیمہ کہتی ہیں ہر روز آپ صلی اللہ

عَلَیہِ وَسَلَّمَ کل یوم نور کنور الشمس ثم یتجلی عنہ (حلیمہ کہتی ہیں ہر روز آپ صلی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ پر سُورج کی مثل نور نازل ہوتا پھر آپ اُس سے نورانی ہوتے) یعنے دِن بدن نور میں ترقی ہوتی جاتی۔

۶۔ ملّا علی قاری محدث حنفی حدیث نور کی شرح میں شرح شفا مطبوعہ مصر جلد ا صفحہ ۲۱۵ میں لکھتے ہیں۔ ھُوَ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم بقلبہ وقالبہ نور یستنار منہ الانوار ویستضأ منہ الاسرار وقد ورد اللھم اجعلنی نورا وقد سماہ اللّٰہ تعالیٰ نورا۔

ترجمہ:۔ آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا دِل اور بدن تمام نور ہے۔ سارے نور (سورج۔ چاند ستارے وغیرہ) آپ کے نور سے روشنی لے کر نورانی بنے ہوئے ہیں۔ اور (دلوں کے) راز آپ سے روشنی پاتے ہیں اور حدیث میں وارد ہے اَللّٰھُمَّ اجعلنی نورا (اے اللّٰہ مجھے نور بنا دے) بیشک اللّٰہ تعالیٰ نے آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا ہے۔

فائدہ:۔ حدیث کا یہ فقرہ قابلِ غور ہے اللھم اجعلنی نورا (مجھے نور بنا دے) تو کیا حضور سراپا نور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی یہ مبارک دعا اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کوئی ثبوت دیا جائے۔ اگر منظور ہو گئی ہے تو پھر نور بن گئے سراپا نور ہو گئے نور ہی نور ہو گئے۔ "بشریت ختم یا بطور لباس رہ گئی"؟

۷۔ آخری فقرہ "بشریت ...." پڑھ کر منکر نور ضرور چونک پڑیگا۔

لو سُن لو۔ ہندوستان کے مایہ ناز محدث شیخ المفسرین حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۱۶ میں یوں رقم پذیر ہیں۔ "وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ والبتہ ہر حالت آخر بہتر باشد۔ ترا از معاملت اول تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند و غلبہ نورِ حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شد" **ترجمہ:۔** اور اس آیت مبارک

...... کے معنی یہ ہیں۔ کہ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آخری حالت آپ کے پہلے معاملہ سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا اصلاً وجود نہیں رہا اور آپ پر نورِ حق کا غلبہ ہمیشہ کیلئے حاصل ہو گیا۔ یعنی آپ پر تجلیاتِ الٰہی کی اس قدر برسات ہو رہی ہے کہ بشریت بالکل غائب ہو کر نور ہی نور ہو گیا ہے۔ آپ مجسمۂ نور بن گئے۔ مظہرِ نورِ خدا ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث موصوف کے والد ماجد فخرِ علمائے ہند و پاکستان عمدۃ المفسرین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین صـ ۹۲ میں فرماتے ہیں۔ وشانہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بشان رجل واحد بل نشأۃ منبدأۃ منبسطۃ علی ھیاکل البشر والبشر نشأۃ منبسطۃ علی وجہ الموجودات فکانہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ الغایات وآخر نقاط الظہور فالسر دقیق (ترجمہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ایک مردِ واحد کی شان نہیں۔ بلکہ ایک عالم کے مبداء و مصدر ہیں۔ جو صورتِ بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ الغایات اور ظہور کے نقاط سے آخری نقطہ ہیں۔ اور یہ ایک باریک راز ہے۔ (شانِ رسول کا جاننا باریک راز ہے صلی اللہ علیہ وسلم)

خلقتِ نور

دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا ❊ مَنْ رَاٰنِیْ کیا یہ آئینہ دکھایا نور کا

۱۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اوّل مَا خلق اللہ نوری (سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا) اس حدیث سے بھی ثابت ہوا۔ کہ آپؐ نور ہیں اور سب سے پہلے آپ ہی کا نور پیدا کیا گیا۔

تنبیہ:۔ منکرِ نور کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث کہیں ثابت نہیں۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا۔ لیکن مستند کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ سُنیئے!

۲۔ علامہ اسمٰعیل حقی تفسیر رُوح البیان مطبوعہ مصر جلد ا صفحہ ۵۴۸ میں لکھتے ہیں۔ اوّل شیئٍ اظہرہ الحق بنور قدرتہ من ظلمۃ العدم کان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما قال اوّل ما خلق اللہ نوری (ترجمہ:۔ پہلی چیز جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے نورِ قدرت سے عدم کے اندھیرے سے ظاہر فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا اوّل مَا خلق اللہ نوری۔

۳۔ ہندوستان میں علمِ حدیث لانے والے تمام علمائے حدیث کے استاد حضرت شیخ محقق مولٰنا عبد الحق محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲ میں یوں لکھتے ہیں۔ "بدانکہ اوّل مخلوقات و واسطہ صدورِ کائنات و واسطہ خلق عالم و آدمؑ نور محمد است صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ در حدیث صحیح وارد شدہ است اوّل ما خلق اللہ نوری و حدیث اوّل ما خلق اللہ العقل نزد محققین و محدّثین بصحت نرسیدہ" (ترجمہ:۔ جان لے کہ سب مخلوق سے پہلی مخلوق اور کائنات کے ظہور کے لیئے واسطہ اور سب عالم اور حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا سبب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ اوّل ما خلق اللہ نوری اور دوسری حدیث کہ اوّل مَا خلق اللہ العقل (سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا) محققین و محدثین کے ہاں درجۂ صحت کو نہیں پہنچی۔

۴ ۔ حافظ علامہ علی بن برہان الدین حلبی کتاب سیرت حلبیہ مصری جلد ا صـــ۱۴۲
میں لکھتے ہیں ۔ وجاء اوّل مَاخلق اللہ نوری وفی روایۃ اول ماخلق اللہ العقل
(حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا ۔ اور دوسری
روایت میں ہے ۔ کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا) ایسا لکھ کر
علامہ حلبی سیّد المشائخ حضرت شیخ علی الخواصی رحمۃ اللہ علیہ (جو اُمّت کے جلیل الشان
اولیاء میں سے ہیں) کا قول نقل کرتے ہیں ۔ معناھما واحد لان حقیقۃ صلی اللہ
علیہ وسلم یعبر عنہا بالعقل الاوّل (دونو حدیث کے معنے ایک ہی ہیں ۔ کیونکہ
حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل اوّل سے تعبیر کی جاتی ہے)

فائدہ :۔ ثابت ہوگیا کہ اوّل مَاخلق اللہ نوری حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ
وسلّم کی حدیث پاک ہے ۔ پھر حضرت شیخ محقق دہلوی نے اس حدیث کو صحیح
حدیث فرمایا ۔

۵ ۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ مصری جلد ا صـــ۲۹ میں لکھتے ہیں ۔ عن علی بن الحسین
رضی اللہ عنہما عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت بین
یدی ربی قبل خلق آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام باربعۃ عشر الف عام ۔

ترجمہ :۔ علی بن حسین امام زین العابدین رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے اُنہوں
نے اپنے باپ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت کیا ۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے چار ہزار سال
پہلے اپنے رب تعالیٰ کے سامنے تھا ۔ یعنی سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا ۔
اور یہ تو حدیث شریف میں مشہور ہے ۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

"میں اُس وقت بھی نبیؐ تھا۔ جبکہ آدم علیہ آدم علیہ السّلام مٹی اور پانی میں تھے۔"
یعنے آدم علیہ السّلام کا وجود بن رہا تھا۔ اور میں اس سے پہلے پیدا ہُوا ہُوا تھا۔

۶ - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو اُن کی اولاد ان کو دکھائی گئی۔ اُن میں ایک **نور** بہت چمکدار دیکھا کہا اے میرے رب یہ کون ہے
قال ھٰذا ابنك احمد وھو اوّل وھو آخر وھو اوّل شافع۔ خصائص الکبریٰ سیوطی جلد ۱ صہ ۳۹)

ترجمہ:۔ فرمایا تیرا بیٹا احمد نام ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اوّل بھی ہے۔ اور آخر بھی اور پہلا شفیع بھی۔

۷ - امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مصری جلد ۱ صہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ تو حکم دیا کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار پر نگاہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ کی۔ سب انبیاء کرام کے انوار کو آپؐ کے نور نے ڈھانپ لیا۔ انبیائے کرام نے عرض کیا۔ الٰہی ہمارے انوار پر یہ کون نور غالب آگیا ہے۔ فرمایا۔ ھٰذا نور محمد بن عبد اللہ ان اٰمنتم بہ جعلتکم الانبیاء قالوا اٰمنا (یہ نور محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تم سب کو انبیاء بناؤنگا۔ سب انبیائے کرام نے کہا۔ ہم ایمان لائے)

۸ ۔ حضرت شیخ محقق مولٰنا عبد الحق محدّث دہلوی مدارج النبوت جلد ۱ صہ ۲

یں یعنی اپنی اس کتاب کی پہلی ہی شروع سطر میں لکھتے ہیں۔ ھوالاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم ایں کلمات ہم مشتمل بر حمد وثنائے الٰہی است تعالیٰ و تقدس وہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی است صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے وہ ہر چیز کا عالم ہے۔ یہ کلمات طیبات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بھی ہیں۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں۔

سبحان اللہ پہلے علمائے کرام اور محدثین سلف کی عبارات کیا ایمان افروز اور عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز نظر آتی ہیں۔ ہر ہر لفظ سے محبت ٹپکتی ہے۔ ہر سطر درد و سوز کی موج ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین عشق کے بحر ذخار میں ڈوبے ہوئے درد و محبت کے موتی بکھیر گئے۔ کتاب لکھ رہے ہیں محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہے ہیں۔ کیسی پیاری تحریر ہے آجکل کے بڑے بڑے جبہ پوش مولویوں کی تحریریں پڑھو۔ بالکل خشک الفاظ محبت سے خالی بیان حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیر بحث رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں نقائص بیان ہو رہے ہیں۔ دن رات نقائص کی جستجو ہے۔

نعوذ باللہ من علم لا ینفع

اصلِ نور

نورِ حق سے ہے ہُوا ہے. آپ یہ جلوہ نور کا
اشعۂ انوارِ حق سے ہے یہ لمعہ نور کا

مُنکرین نور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے پھر اولین نور ہونے کے بھی انکاری ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نور سے مخلوق ہونے کے تو سختی سے منکر ہیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا۔ تو بڑے زور سے تردید کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خُدا تعالیٰ کے نور سے ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ روائت جاہلوں کی وضع کی ہوئی ہے معتبر و معتمد کتابوں میں کوئی ایسی حدیث نہیں۔ لیکن منکرین کی یہ بڑی زبردستی اور اپنا مذہبی تعصّب یا کم علمی ہے۔ ورنہ معتبر کتابوں میں ایسی روایات موجود ہیں۔ اور ثقہ و مستند علماء و محدثین نے ان کو قبول کیا۔ اور اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا اور اپنی اپنی نفیس رائے بھی لکھی۔ لو سنو!

۱۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ کے استاد اور امام بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ عبد الرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی کتاب المعروف "مصنف عبد الرزاق" میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ

قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الحدیث۔

ترجمہ:۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کہ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

فائدہ:۔ اس حدیث کو مستند محدثین نے اپنی کتابوں میں درج کیا اور اس پر اعتبار کیا چنانچہ

۱۔ امام بیہقی نے اپنی مؤلفہ کتاب دلائل النبوت میں۔

۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۶ میں۔

۳۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۶ میں اس پر اعتبار کیا اور اس پر کوئی جرح نہیں کی۔

۴۔ امام حافظ ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں۔

۵۔ علامہ دیار بکری نے تاریخ خمیس میں۔

۶۔ علامہ فاسی مصری نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں۔

۷۔ حافظ علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ مصری جلد ۱ صفحہ ۳۰ میں۔

۸۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبھانی نے انوار المحمدیہ مصری صفحہ ۱۳ میں۔

۹۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں۔

پس یہ حدیث محدثین عظام کی نگاہ میں مقبول ہے۔ اصول حدیث میں ایسی حدیث تلقی علماء بالقبول ہے۔ پھر ایسی حدیث کے لئے سند کی حاجت نہیں رہتی۔

۲ - قرآن مجید میں ہے - یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ علامہ زرقانی اس کی تفسیر فرماتے ہیں - انہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (زرقانی جلد ۳ ص ۱۷۹) بیشک نور اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فائدہ :- دیکھئے علامہ زرقانی کی رائے نفیس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خود حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا نور فرمایا۔ اس سے بھی نور ہونا ثابت ہوا۔

۳ - علامہ حلبی سیرت حلبیہ جلد ا ص ۲۰۹ میں لکھتے ہیں۔ وفی کتاب شعیب علیہ السلام عبدی الذی یثبت شانہ انزل علیہ وحی یحی القلوب الغلف وما اعطیتہ لا اعطیہ احد ایحمد اللّٰہ حمد اجدید الم یسبقہ احد وھو نور اللّٰہ الذی لا یطفأ سلطانہ علی کتفہ ای خاتم النبوۃ۔

ترجمہ :- کتاب شعیب علیہ السلام میں ہے۔ میرا ایک بندہ جس کی شان عظیم ثابت ہے۔ میں اس پر وحی اتاروں گا وہ مغلوف دلوں کو زندہ کریگا۔ میں کسی ایک پر اس کی مثل عطا نہیں کرونگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نئی حمد کریگا اس کی شان سے کوئی بڑھ نہیں سکے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا **نور** ہے جو کبھی نہ بجھیگا۔ اس کی ولیل اس کے کندھے پر مہر نبوت کا نشان ہوگا۔

۴ - خواجۂ خواجگان شاہباز عرفان امام ربانی محبوب سبحانی حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی آیۃ من آیات اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب مکتوبات شریف مجددی مکتوب ص ۱۰۰ دفتر سوم میں

یوں رقمطراز ہیں: "باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ باوجود نشاءِ عنصری از نورِ حق جلّ وعلیٰ مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلقتُ من نورِ اللہِ"۔

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش عام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ افرادِ عالم میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری وجود رکھنے کے حق تعالیٰ کے نور سے مخلوق ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

۵۔ علامہ شہاب خفاجی محدّث مالکی مصری نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ میں لکھتے ہیں۔ النور الحقیقی ھو اللہ تعالےٰ فھو نور السمٰوات والارض ونور الانوار وقال الاشعری انہ نور لیس کالانوار وروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ فلذا اسمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نورا۔

ترجمہ:۔ نور حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی آسمانوں اور زمین کا نور اور نور الانوار ہے علامہ ابوالحسن اشعری کہتے ہیں۔ بلاشک اُس کا نور دیگر انوار کی طرح نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پاک اللہ کے نور کی ایک کرن (جھلک چمک۔ شعاع) ہی اسی واسطے آپ کا نام نور ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۶۔ یہی علامہ اسی کتاب مذکورہ کی جلد ۴ صفحہ ۵۳۹ میں لکھتے ہیں کہ شیخ المشائخ قطب الاقطاب اُمت کے جلیل الشان ولی حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ (یہ شیخ مؤلف دلائل الخیرات ہیں) ایک دفعہ میں مسجد اقصٰی میں سوگیا
میں نے خواب دیکھا۔ کہ بڑی خلقت جمع ہو رہی ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیسا اجتماع ہے۔
کہنے لگے۔ یہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے اور جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شاہ منصور حلاج کی سفارش کرنیکیلئے حاضر ہوئے ہیں
اس سے ایک بے ادبی ہوگئی ہے۔ میں نے نگاہ کی تو ایک نورانی تخت دیکھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ کے چاند اس پر جلوہ افروز ہیں۔ اور سارے انبیاء علیہم السلام فرش زمین پر
بیٹھے ہیں۔ میں غور سے ان کا کلام سننے لگا۔ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے جو یہ فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی
اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں) پس آپؐ ہمیں اپنا
ایسا کوئی امتی دکھائیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ہے اور اشارہ امام غزالیؒ کی طرف فرمایا۔
موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام غزالی پر ایک سوال کیا۔ غزالیؒ نے ایک
سوال کے دس جواب دیئے۔ حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعتراض کیا۔ کہ
ایک سوال کا ایک ہی جواب دینا کافی ہوتا ہے۔ سوال ایک۔ جواب دس۔ غزالیؒ
نے کہا۔ یہ اعتراض تو آپ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ وَمَا
تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسٰى (تیرے ہاتھ میں کیا ہے اے موسٰی) اس کا جواب یہی
کافی تھا ھِیَ عَصَایَ (یہ میرا عصا ہے) آپ نے اس کی کئی اور صفات گن
دیں۔ (اس کے بعد شیخ شاذلی کہتے ہیں) میں اس سوچ میں متفکر تھا اور حضور
سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت قدر سے حیران تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
تخت پر جلوہ پذیر ہیں۔ اور سب انبیاءؑ زمین پر ہیں اذ قنی شخص برجلہ ذقۃ مز

عجۃ فانتبھت فاذ القیم یشعل قنادیل الاقصی فقال لاتعجب فان الکل خلقوا من
نورہ فخررت مغشیا فلما اقاموا الصلوٰۃ افقت وطلبت القیم فلم اجدہ الی یومی ھذا
(مجھے ایک شخص نے پاؤں سے سخت ٹھوکر دی۔ میں جاگا دیکھا ایک قیّم اقصی کی قندیلیں
روشن کر رہا ہے۔ اس نے کہا حیران نہ ہو۔ سب انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نور سے پیدا کیئے گئے ہیں۔ میں بیہوش ہوگیا جب نماز کھڑی ہوئی مجھے افاقہ ہوا تو
میں نے اس قیم کو تلاش کیا مجھے آجتک وہ نہیں ملا۔)

فائدہ:۔ اسی باب کے نمبر ا میں جو حدیث مصنف عبدالرزاق سے درج کیگئی
ہے۔ وہ ایک لمبی حدیث کا پہلا ٹکڑا ہے۔ اس حدیث میں یہ سارا ذکر ہے کہ آپؐ کا
نور اللہ تعالیٰ کے نور سے مخلوص ہوا۔ اور پھر آپؐ کے نور سے ہر چیز مخلوق ہوئی۔

۷۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ صـ۳۷ میں ذکر کیا ہے۔ کہ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی
تاریخ میں نقل کیا ہے اور اس حدیث کا اقرار کیا ہے۔ کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
کوکبا دریا وان العالم کلہ خلق منہ (بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمکتے ستارے
تھے۔ اور سارا جہان آپؐ کے نور سے ہوا)

۸۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ جلد ا صـ۲۹ میں نقل کرتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔ اے
جبریل تیری کتنی عمر ہے کہا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا۔ مگر یہ بات ہے کہ حجاب رابع
میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے (پھر چھپ جاتا ہے)
اور میں نے اُسے ستر ہزار بار دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یا جبریل وعزۃ ربی جل جلالہ
انا ذالک الکوکب رواہ البخاری (اے جبریل اللہ تعالیٰ کی قسم میں ہی وہ ستارہ

ہوں اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا)

نسبِ نور

انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقہ سے ہے ان پر نام سچا نور کا

۱۔ زرقانی مطبوعہ جلد ۱ صفحہ ۴۶ میں روایت ہے۔ عن ابن عباس انه لما نفخ فی ادم الروح صار نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یلمع من جبهته کالشمس مشرقة

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام میں رُوح پھونکی گئی۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اُن کی پیشانی میں آفتاب کی طرح چمکتا تھا۔

۲۔ پھر علامہ زرقانی اسی کتاب اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ وورد لو ابصر الشیطان طلعة نوره فی وجه ادم کان اول من سجد اوبورای النمرود نورجماله عبد الجلیل وامن مع الخلیل واعند۔

ترجمہ:۔ مروی ہے کہ اگر شیطان حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں دیکھ لیتا۔ تو سب سے پہلے آدم کو سجدہ کرتا۔ اور اگر نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماتھے مبارک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دیکھ لیتا۔ تو مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ کی عبادت کرتا اور حضرت خلیل علیہ السلام پر ایمان لاتا اور ہرگز سرکشی نہ کرتا۔

۳۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری کتاب مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۹۰

زرقانی مع مواہب) میں لکھتے ہیں۔ واما سجود الملائکۃ لآدم فقال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہ ان الملائکۃ امروا بالسجود لآدم لاجل ان نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جبھۃ۔ ترجمہ:۔ آدم علیہ السلام کو ملائکہ کا سجدہ کرنا امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہا کہ فرشتوں کو جو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو یہ اس لئے تھا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کی پیشانی میں تھا۔ سُبحَان اللّٰہ عشاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علماء کے خیالات و عبارات کیسی ایمان افروز ہیں۔

۴۔ علامہ زرقانی نے زرقانی مطبوعہ مصر جلد ا ص ۴۴ میں روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو آپ کا نام آدم رکھا اور کنیت ابو محمد رکھی آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ الٰہی میری یہ کنیت کیوں رکھی گئی۔ حکم ہوا۔ اے آدم اوپر سر اٹھاؤ۔ جب اوپر سر اٹھایا تو نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پردوں میں چمکتے دیکھا۔ کہا الٰہی یہ نور کیا ہے قال ھذا نور نبی من ذریتک اسمہ فی السماء احمد وفی الارض محمد لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار (فرمایا یہ نور میرے ایک نبی کا ہے۔ تیری اولاد میں سے ہوگا۔ آسمان میں اس کا نام احمد ہے اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ نہ ہوتا تو تجھے (اے آدم) پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان و زمین پیدا کرتا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو نہ آدم اور نہ جنت و دوزخ ہوتے

فائدہ:۔ منکرین نور کا یہ بھی اعتراض ہے۔ کہ لولاک لما خلقت الافلاک حدیث جو مشہور ہے یہ حدیث ہی نہیں۔ نارووال کے ایک جلسہ میں تو ایک منکر مولوی نے یوں کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کلام ہی نہیں ہو سکتا یعنے آپ نے اس موضوع

پر کچھ کہا ہی نہیں۔ مگر مندرجہ بالا حدیث پھر پڑھیں اور لا خلقت سماء ولا ارضا کے معنی اور لولاک لما خلقت الافلاک کے معنے میں کیا فرق ہے۔ ذرا بتائیے تو سہی کیا دونوں کے معنے ایک نہیں۔ اسی واسطے حضرت ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ نے موضوعات کبیر ص۵۹ میں فرمایا ہے لکن معناہ صحیح فقد روی مرفوعا قال اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ماخلقت الجنۃ ولولاک ماخلقت النار وفی روایۃ لولاک ماخلقت الدنیا (لیکن اس حدیث (لولاک لما خلقت الافلاک) کے معنے صحیح ہیں مرفوع روایت ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یا محمد اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت پیدا نہ کرتا۔ اور اگر تو نہ ہوتا تو میں دوزخ پیدا نہ کرتا ایک روایت میں یہ ہے۔ کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا

اب بتائیے یہ احادیث تو صحیح ہیں یا نہیں اور ان کا مفہوم و مطلب وہی ہے۔ جو لولاک لما خلقت الافلاک کا ہے۔ ہمارا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ نہ آسمان و زمین نہ جنت و نار وغیرہ سو یہ مطلب دیگر احادیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ منکرین کو یہی تلاش رہتی ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک جس حدیث سے اظہار ہو رہی ہے اس حدیث کی چھان بین کر کے کسی نہ کسی طرح اسے موضوع نہیں تو ضعیف ضرور بناؤ۔ تاکہ بریلوی مولوی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کرنے کے ساعی ہیں۔ اُن کا ناکہ بند کیا جا سکے نیز زرقانی جلد ۱ ص۶۲ میں بحوالہ دلائل النبوت بیہقی ایک روایت یُوں بھی ہے۔ کہ آدم علیہ السلام نے ساقِ عرش پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لکھا دیکھا تو کہا الٰہی یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ھذا ولدک الذی لولاہ ماخلقتک فقال یارب بحرمۃ ھذا الولد ارحم

ھذا الوالد فنودی یاآدم ولو تشفعت الینا بمحمد فی اھل السمٰوٰت والارض لشفعناک
(یہ تیرا بیٹا ہے یہ نہ ہوتا تو تجھے پیدا نہ کرتا آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب اس محترم
بیٹے کا صدقہ اس کے والد پر رحم فرما پس ندا آئی اے آدم اگر تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق
کی بخشش کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شفیع لاتا تو بھی تیری شفاعت میں قبول
کرلیتا) اور اُمت کے جلیل الشان ولی حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب
مرصاد العباد صـ ۲۵ میں لکھتے ہیں۔ "چوں خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زبدہ وخلاصہ موجودات
وثمرۂ شجرۂ کائنات بود کہ لولاک لما خلقت الکون مبدا موجودات ہمو آمد چراکہ آفرینش
برمثال شجرہ ایست وخواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثمرۂ آں شجرہ بحقیقت از تخم ثمرہ باشد
پس حق تعالیٰ خواست کہ موجودات را از کتم عدم بفضلئے وجو آرد اول نور محمدی را
صلی اللہ علیہ وسلم از پر تو نور احدیت خود بیروں آورد (معارج النبوت رکن اول صـ ۳)
ترجمہ: چونکہ سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلاصۂ موجودات اور شجرۂ کائنات کا ثمر
تھے۔ کہ آپ نہ ہوتے تو خلقت کائنات ہی نہ ہوتی۔ لہذا کل موجودات کا منشا ء و
مصدر نور محمدی ٹھہرا اس لئے کہ کائنات مانند ایک درخت کے ہے اور سیّد عالم علیہ
الصلوٰۃ والسلام اس شجرہ کے ثمر۔ درخت کی حقیقت پھل کے بیج سے ہوا کرتی ہے
جب مولائے قدیر نے چاہا۔ کہ موجودات کو کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ آور فرمائے
تو اپنے نور احدیت کے پرتو سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا (اب ہم پھر اپنے
موضوع کی طرف آتے ہیں)

۵ ۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ صـ ۶۴ میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت حوّا علیہا
السلام کے شکم سے جب ہوتا۔ جوڑا پیدا ہوتا۔ مگر جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے

تو واحد ہی پیدا ہوئے۔ یہ اس لئے کہ انہیں نبوت دی جائے۔ اور ان کی پیشانی میں نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھائے۔ فکان فی وجہ شیث نور نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی شیث علیہ السلام کی پیشانی میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ فگن تھا)۔

۶۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادوں میں سے ایک بزرگ نزار تھے اُن کے بارے میں امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ مصری جلد ۱ ص۹۷ میں لکھتے ہیں۔ انہ لما ولد ونظر ابوہ الی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بین عینیہ فرح فرحا شدیدا واطعم وقال ان ھذا کلہ نزر ای قلیل لحق ھذا المولود۔

ترجمہ:۔ جس وقت نزار پیدا ہوا۔ اس کے باپ نے اس کی پیشانی میں نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک دیکھی۔ بہت زیادہ خوش ہوا۔ عام طعام پکا کر خیرات کیا۔ اور کہا اس مبارک فرزند کی خوشی میں اتنی خیرات بہت تھوڑی ہے۔ (نزر کے معنی قلیل ہے۔ لہذا ان کا نام اس دن سے نزار پڑ گیا)۔

۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم تھے۔ ان کے باپ عبد مناف کا ذکر ہے۔ وعبد مناف اسمہ المغیرۃ وکان یقال لہ قمر البطحا لحسنہ وجمالہ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص۶)

ترجمہ:۔ عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ (اتنے حسین کہ) حسن وجمال کی وجہ سے ان کو قمر البطحا کہا کرتے تھے یعنی بطحا وادیٔ مکہ کا چاند۔ اور یہ ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نور فروزاں تھا۔

۸۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم تھے۔ وکان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجھہ یتوقد شعاعہ ویتلألأ ضیاؤہ ولایمر اشیٔ الا سجد لہ۔

(زرقانی جلد ا صٓ)

ترجمہ :- اُن کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم شعاعیں مارتا تھا۔ جس پتھر پر سے گذرتے وہ انہیں سجدہ کرتی) پھر علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ ہرقل شاہ روم نے آپ کو پیغام بھیجا۔ کہ میری ایک لڑکی ہے ایسی خوبصورت کہ کسی عورت نے ایسی مہ پارہ لڑکی نہیں جنی ہوگی۔ اگر میرے پاس تشریف لائیں تو میں اس لڑکی کا نکاح آپ سے کردوں۔ یہ اس لئے کہ انما اراد بذالک نور المصطفیٰ (کہ ہرقل کا ارادہ نور مصطفیٰ کیلئے تھا) یعنی کہ یہ نور میری لڑکی کو ملے۔ مگر فابیٰ ھاشم (ہاشم نے انکار کردیا)

۹ - امام قسطلانی مواہب اللدنیہ شریف جلد ا صٓ میں نقل کرتے ہیں کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی پیشانی میں کان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضیٔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا) اور لوگ اُن کے وسیلہ سے بارش مانگا کرتے فکان اللہ یغیثھم ویسقیھم ببرکۃ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیثا عظیما (پس اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی برکت سے اُن کے لئے بڑی بارش بھیجدیتا۔

۱۰ - اسی کتاب جلد ا صٓ میں ہے کہ جب ابرہہ لشکر جرار لیکر کعبہ مکرمہ کو گرانے آیا سب مکہ والے پہاڑ پر جا چڑھے۔ شہر خالی ہوگیا۔ عبدالمطلب بھی ثبیر پہاڑ پر کھڑے تھے۔ فاستدارت دارۃ غرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جبھۃ کالھلال واشتد شعاعھا علی البیت الحرام (اُن کی پیشانی میں جو نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھا۔ اس نور کی شعاع گول دائرہ میں چمکتی ہوئی پہلی

رات کے چاند کے طرح ظاہر ہوئی اور تیز روشنی کعبہ مکرمہ پر پڑی) عبدالمطلب نے دیکھا تو کہا اے قوم قریش! تمہیں مبارک ہو تمہارا کام بہتر ہوگا۔ فواللہ ما استدار هذا النور منی الا ان یکون الظفر لنا (خدا کی قسم اس نور کی ایسی شعاع جب بھی مجھ سے ظاہر ہوئی ہمیں اس کام میں فتح ہی حاصل ہوئی۔

پھر ابرہہ کا آدمی عبدالمطلب کے پاس آیا۔ نظر الی وجہ عبد المطلب خفیع وتلجلج لسانہ وخر مغشیا علیہ (اس نے عبدالمطلب کے چہرا کو دیکھا تو جھک گیا۔ ایسا مبہوت ہوا کہ زبان بات کرتے کانپنے لگی۔ اور اُسے غش آگیا) اس سے ایسی آواز نکلنے لگی جس طرح گائے ذبح کی جائے تو اس کے گلے سے نکلتی ہے پھر جب اس آدمی کو ہوش آیا خرساجد العبد المطلب (عبدالمطلب کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔)

ابرہہ ہاتھیوں کی فوج لے کر کعبہ مکرمہ کو گرانے آیا تھا۔ سارے ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ مگر ایک بڑا ہاتھی جس کا نام محمود تھا۔ وہ اسے سجدہ نہ کرتا تھا جب عبدالمطلب اس کی بارگاہ میں اپنے اونٹ لینے گئے۔ جو اس کے خادم گھیر کر لے گئے تھے۔ تو ابرہہ نے محمود ہاتھی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ہاتھی آیا جب اس نے عبدالمطلب کو دیکھا۔ تو گھٹنوں کے بل گرا اور عبدالمطلب کو سجدہ کیا۔ اور بولا السلام علی النور الذی فی ظھرک یا عبد المطلب (اے عبدالمطلب اس نور پر سلام جو تیری پشت میں ہے) مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۸۶)

اعتراض - یہاں کوئی کہہ دے کہ نور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم

مادر میں تھے۔ عبدالمطلب میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کہاں تھا۔

جواب:۔ علامہ زرقانی اس کا جواب دیتے ہیں۔ بان النور لم ینتقل کله بل انتقل ماھو مادة المصطفٰی وبقی اثرہ فی صلب اصوله تشریفا لھم یعنی سارا نور منتقل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ وہی منتقل ہوا۔ جو مادہ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اور اس کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادوں کی صلبوں میں رہ گیا ان کی عزت بڑھانے کے لئے (زرقانی جلد ۱ ص۸۶) جیسا کہ پھول نکل جانے سے ٹوکری میں ابھی خوشبو بسی رہتی ہے۔

۱۱۔ زرقانی جلد ۱ ص۱۱۰ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ عبداللہ انه کان یتلالأ نورا (گویا قریش میں ایک چمکتا ہوا نور تھے) عورتیں جناب عبداللہ پر قربان جاتی تھیں۔ جب دیکھتیں کدن ان تذھل عقولھن (قریب تھا کہ ان کی عقلیں زائل ہو کر پاگل ہو جائیں) قال اھل السیر فلقی عبداللہ فی زمنه من النساء فلقی یوسف فی زمنه من امراة العزیز (اہل سیر کا کہنا ہے۔ کہ عبداللہ اپنے زمانہ میں عورتوں میں ایسے تھے جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام عزیز کی بیوی زلیخا کے سامنے)

ظہورِ نور

گلشنِ مکّہ میں کیسا پھول پھولا نور کا
مست بو میں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ اس آیت مبارکہ کے معنی اور تفاسیر پیچھے گذر چکیں۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور نور کا اشارا فرمایا ہے۔ اب اس باب میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی تشریف آوری کے وقت کیا نورانی واقعات ظہور پذیر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تجلّی عالمِ دنیا میں کس طرح چمکی۔

۱۔ کعبؓ احبار سے روایت ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ وہ جنّت کے فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ زمین پر اترے۔ جہاں اب آپؐ کی نورانی قبر ہے۔ وہاں سے ایک مٹھی مٹی لی۔ اور اُسے جنّت کی نہر تسنیم کے پانی سے گوندھا اس نورانی اور خوشبودار مٹی کو لے کر عرش و کرسی کے گرد پھرے۔ اور آسمانوں اور زمینوں۔ پہاڑوں۔ سمندروں میں گھوم گئے (مواہب اللدنیہ شریف جلد ۱ ص۴۲)

فائدہ:۔ سلیمان ندوی نے سیرت النبیؐ میں ایسی روایات کو قابل تسلیم نہیں سمجھا۔ اور سیرت النبی جلد سوم ص۷۳۱ میں علامہ زرقانی کی تعریف یہ کی ہے۔ کہ یہ محتاط پسند محدثین سے ہیں معجزات غیر مستند کی انہوں نے تردید کی

ہے۔ پس علامہ زرقانی نے بھی اس روایت مذکورہ کی شرح میں لکھا ہے۔ قال بعض العلماء ھذی الایقال من قبل الرای فھو اما عن الکتب القدیمۃ لانہ حبرھا او من المصطفی بواسطۃ فھو مرسل۔

ترجمہ:۔ بعض محدثین نے کہا ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جاتی پس یہ کتب قدیمہ سے نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ کعب احبار یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ یا انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صحابی کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ پھر یہ حدیث مرسل ہو گئی) اس کے بعد علامہ زرقانی کہتے ہیں اور بعض متاخرین نے جو اس حدیث کو ضعیف کہا وہ اس وجہ سے کہ سنداً ضعیف ہے، یا کتب قدیمہ کی روایت ہے اور وہ بدلی ہوئی ہے۔ علامہ کہتے ہیں ولیس کل ما ینقل من الکتب القدیمۃ مردودا (کتب قدیمہ کی ہر بات مردود نہیں) (زرقانی جلد ۱ ص۴۲) پھر اگر یہ ضعیف ہے از روئے سند۔ تو جمہور محدثین کا فیصلہ ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں مقبول ہے (دیکھو منیر العین اعلیٰ حضرت بریلوی)

۲۔ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ فرما ہوئے۔ زمین و آسمان میں منادی ہو گئی۔ ان عطروا جوامع القدس الا سنی (عالم قدس کو معطر کر دو) و بخروا جھات الشرف الاعلیٰ (چھ طرفوں کو خوشبو سے بساؤ) فقد انتقل النور المکنون الی بطن امنۃ (بیشک وہ چھپا ہوا نور آمنہ کے شکم میں منتقل ہو گیا (زرقانی جلد ۱ ص۱۰۴)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات رضوان بہشتی کو حکم دیا۔ کہ فردوس کے دروازے کھول دے۔ اور منادی نے زمین و آسمان میں پکار دیا۔ ان النور المخزون المکنون

الذی یکون منه النبی الهادی فی هذہ اللیلة یستقر فی بطن امنة (بلاشبہ وہ چھپا ہوا نور جسے نبیؐ اور ہادی بنایا جائیگا آج رات اس نے آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے پیٹ میں قرار پایا) اصبحت یومئذ اصنام الدنیا منکوسة (اس دن صبح کو تمام دنیا کے بت منہ کے بل گرے) اس وقت قحط کا زمانہ تھا۔ فاخضرت الارض وحملت الاشجار (زمین سبز ہو گئی درخت پھلدار ہو گئے (مواہب اللدنیہ جلد ا ص ۱۰۵

۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے ان کل دابة نطقت تلک اللیلة (ہر جانور نے اس رات کلام کیا) اور کہا حمل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورب الکعبة هو امام الدنیا وسراج اهلها (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں آئے اور رب کعبہ کی قسم وہ دنیا کے امام اور دنیا والوں کے چراغ یعنی نور ہیں) (مواہب اللدنیہ جلد ا ص ۱۰۱)

۵۔ عن ابن عباس ان امنة بنت وهب قالت لما فصل النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج معه نورا اضاء له ما بین المشرق والمغرب (مواہب اللدنیہ شریف جلد ا ص ۱۱۵

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک نور ایسا ظاہر ہوا مشرق و مغرب تک روشنی ہو گئی۔

۶۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس وقت میں اکیلی تھی کوئی عورت و مرد میرے پاس نہ تھا۔ اور عبد المطلب کعبہ کا طواف کر رہے

تھے۔ میں نے ایک زبردست آواز سنی۔ مجھے خوف لگا۔ ناگہاں ایک سفید جانور کو میں نے دیکھا۔ اس نے میرے دل پر اپنے پر ملے۔ میرا خوف جاتا رہا۔ پھر ایک سفید سی شے پینے کیلئے لائی گئی۔ فشاولت فاصابنی نور عال (میں نے اُسے پیا ایک نور بلند ہوا۔ پھر میں نے لمبے قد والی عورتیں دیکھیں۔ جو میرے گرد احاطہ کئے تھیں۔ میں متعجب ہو کر خوف زدہ ہو رہی تھی۔ انہوں نے کہا۔ اے سیدہ خوف نہ کر میں فرعون کی بیوی آسیہؓ ہوں۔ اور یہ مریمؑ مادر عیسٰی اور یہ دو تو حضرت حواؑ اور حضرت سارہؑ ہیں۔ اور یہ ہمارے ساتھ حوریں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان سفید ریشمی چادر پھیلا دی گئی ہے۔ علامہ زرقانی یہاں فرماتے ہیں تعظیماً لولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت تعظیم کیلئے ایسا کیا گیا) زرقانی نے اس روایت سے انکار نہیں کیا (زرقانی معہ مواہب جلد ۱ صـ۱۱۲)

۷۔ عن فاطمہ بنت عبد اللہ قالت لما حضرت ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رائیتُ البیت حین رفع ای نزل من بطنی امہ قد امتلأ نوراً ورائیت النجوم تدنو حتی ظننت انہا ستقع علی رواہ البیہقی (مواہب اللدنیہ جلد ۱ صـ۱۱۶)

ترجمہ:۔ فاطمہ بنت عبد اللہ صحابیہ سے روایت ہے۔ کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میں نے دیکھا ایسا نور چمکا کہ سارا گھر روشن ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ ستارے آسمان سے لٹک کر زمین کے قریب آگئے حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ ابھی مجھ پر گرے۔

فائدہ:۔ سلیمان ندوی نے سیرۃ النبیؐ میں اس روایت پر بھی اعتبار نہیں کیا مگر علامہ زرقانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ علامہ زرکشی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

اور علامہ ابن حجرؒ نے فتح باری شرح صحیح البخاری میں کہا شاہد حدیث العرباض (اس کی صحت کی شاہد حدیث عرباض ہے) طبرانی اور ابن البر نے بھی اسے روایت کیا۔ اور حدیث عرباض یہ کہ عرباض بن ساریہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں۔ میں دعائے ابراہیمؑ ہوں۔ میں بشارت عیسیٰؑ ہوں۔ میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔ وان ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأت حین وضعته نوراً اضاءت له قصور الشام قال الحافظ ابن حجر صححه ابن حبان (زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۱۶)

ترجمہ:۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں نے دیکھا جب کہ آپؐ پیدا ہوئے۔ ایک نور چمکا شام کے محل نظر آئے (اتنی چمک پڑی) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔

۸۔ روی ابن سعد عن ابی العجفاء مرفوعاً قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأت امی حین وضعتنی سطع منها نور اضاء له قصور بصریٰ (زرقانی جلد ۱ ص ۱۱۸)

ترجمہ:۔ ابن سعد نے ابو العجفا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب میری ماں نے مجھے جنا ایک نور چمکا بصریٰ کے محل روشن ہو گئے۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۵۳)

۹۔ حدیث نمبر ۷ جس میں جو حدیث فاطمہ بنت عبد اللہ گذر چکی ہے۔ علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۲۷۵ میں یہی حدیث لکھتے ہیں۔ ورأت عن تدلی النجوم ظهور النور الا النور لا تری شیئاً غیر النور والظاهر ان تدلی النجوم علی ظاهره ۰ قال البوصیری ؎

فتدلت زهر النجوم الیه ❊ فاضاءت بضوئها الارجاء

ترجمہ :- فاطمہؓ نے ستارے لٹکتے دیکھے اور ظہور نور یعنی نور ہی نور دیکھا سوائے نور کے کچھ نہ دیکھا۔ ستاروں کا لٹکنا ظاہری حالت میں تھا (یعنی بالکل حقیقت میں لٹک آئے تھے۔) امام بوصیری نے قصیدہ ہمزیہ میں فرمایا (ترجمہ شعر) روشن ستارے اُن کی خاطر لٹک آئے۔ اور سب اطراف روشن ہو گئے۔

۱۰۔ وقول الشفاء ام عبد الرحمٰن بن عوف لما سقط صلی اللہ علیہ وسلم علی یدی ای وضعتہ امہ واستھل سمعت قائلا رحمک اللہ واضاء لی ما بین المشرق والمغرب حتی نظرت الی قصور الروم (کتاب الشفا قاضی عیاض معہ شرح نسیم الریاض جلد ۳ صـ۲۷۶)

ترجمہ :- عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا یعنی آپؐ کی والدہ نے آپؐ کو جنا اور بولے۔ کسی کہنے والے سے میں نے رحمک اللہ کہتے سنا۔ اور مشرق و مغرب کے درمیان میرے لئے ایسی روشنی چمکی کہ میں نے روم کے محلوں کو دیکھ لیا۔

۱۱۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ جب آپؐ پیدا ہوئے۔ میں نے بہت سے جانور دیکھے جن کی چونچ زمرد کی تھی اور پر یاقوتی تھے (مواہب اللدنیہ جلد ۱ صـ۱۱۲)

۱۲۔ سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت میری بصارت کا نور تیز کر دیا۔ میں نے زمین کو مشرق و مغرب تک دیکھا۔ اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں نصب ہے ایک مغرب میں۔ ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا (مواہب صـ۱۱۲)

۱۳ - حضرت آمنہ فرماتی ہیں - میں نے فضا میں کچھ آدمی نہایت نورانی چہرے والے دیکھے - ان کے ہاتھ میں چاندی کے لوٹے تھے - علامہ زرقانی کہتے ہیں ای ملائکۃ تشکلوا بصورۃ الرجال (فرشتے تھے آدمی شکل بنے ہوئے) (زرقانی جلد ۱ صد ۱۱۲)

۱۴ - ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے - جب وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپ کے کان مبارک میں بہشت کے مالک فرشتے رضوان نے کہا - ابشر یا محمد فما بقی لبنی علم الا وقد اعطیتہ انت اکثرھم علما واشجعھم قلبا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو بشارت ہو ہر نبی کا علم آپ کو دیا گیا - اور آپ سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے دلیر ہیں - علامہ زرقانی کہتے ہیں - یہ حدیث مرسل ہے وحکمہ الرفع اذ لا مجال فیہ للرای (یہ حدیث مرفوع کا حکم رکھتی ہے - کیونکہ صحابی اپنی رائے سے ایسا نہیں کہہ سکتا) زرقانی جلد ۱ صد ۱۱۵)

۱۵ - حضرت سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں - کہ مکہ معظمہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس رات حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے - اس یہودی نے کہا - اے قریش ! کیا تمہارے ہاں آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہے - کہا ہم نہیں جانتے - اس نے کہا - دیکھو آج رات اس امت کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا ہے - اس کے کندھوں کے درمیان ایسی ایسی نشانی (مہر نبوت) ہے - قریش گئے پتہ کیا - تو معلوم ہوا - کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک نورانی بچہ پیدا ہوا ہے یہودی قریش کے ساتھ آمنہ کے گھر آیا - پیارا نورانی بچہ اسے دکھایا گیا جس وقت یہودی کی نگاہ پڑی - غش کھا کر یہ کہتا ہوا گرا بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی (مواہب اللدنیہ جلد ۱ صد ۱۲۰)

۱۶۔ حسانؓ بن ثابت صحابی کہتے ہیں۔ میں سات یا آٹھ برس کا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک یہودی مدینہ میں چلانے لگا۔ اے قوم یہود! کل رات اے قوم یہود! کل رات۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اسے کہنے لگے۔ تجھے کیا ہو گیا۔ تو کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا۔ آج وہ ستارا آسمان پر طلوع ہوا جس کی بابت کہا گیا ہے۔ (کتب سابقہ میں) کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کی رات طلوع ہو گا (مواہب جلد ۱ صفحہ ۱۲۰)

۱۷۔ امام وعلامہ حافظ جلال الدین سیوطی خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۱ میں عکرمہ سے روایت کرتے ہیں لما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشرقت الارض نورا (جب آپ پیدا ہوئے ساری زمین نور سے چمک گئی) اور ابلیس نے کہا۔ آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اب ہمارا کام مشکل ہو گیا۔

۱۸۔ علامہ سیوطی اسی کتاب میں اسی صفحہ پر ہانی مخزومی سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منه اربعة عشر شرافة وخمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذالك الف عام وغاضت بحيرة ساوة۔

ترجمہ:۔ نوشیروانی محل لرزا اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزار سال سے نہ بجھی تھی (آتشکدہ کی آگ) اور بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا) قال ابن حجر فی الاصابة انه مرسل (ابن حجر نے اصابہ میں کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے)

فائدہ:۔ سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی میں اس روایت کو غیر معتبر لکھا ہے۔ مگر علامہ زرقانی اور امام قسطلانی نے اسے غیر معتبر یا ضعیف وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ ہر دو محدث ایسے مقام پر کچھ نہ کچھ بطور جرح لکھتے جا رہے ہیں یہاں کچھ نہ لکھنا ثابت کرتا ہے۔ کہ یہ حدیث ان کے ہاں غیر معتبر نہیں۔ بلکہ آگے چل کر لکھا قد مرح الحافظ

بان احادیث الصفات النبویة والشمائل داخلة فی قسم المرفوع (زرقانی جلد ۱ صـ۱۲۲)

ترجمہ: حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صفات وشمائل کی حدیثیں سب مرفوع قسم میں داخل ہیں۔

دُوسری جگہ فرمایا۔ الاحادیث التی فیھا صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم داخلة فی قسم المرفوع۔ بالاتفاق (زرقانی جلد ۴ صـ۲۷) یعنی جتنی حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتِ پاک میں مروی ہیں سب بالاجماع از قسم مرفوع ہیں۔

پس مَرفوع حدیث قابلِ تسلیم ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کی کسی صفت کا انکار نہ چاہیئے۔ چاہے وُہ صفت ضعیف حدیث سے ثابت ہو۔ اور نوشیروانی محل لرزنے والی حدیث کو تو حافظ ابن حجر مُرسل کہتے ہیں۔ اَور حدیث مُرسل حجت ہے پھر اس کا کیوں انکار ہے۔

١٩۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ صـ۵۲ میں حافظ علامہ سیوطی روائت نقل کرتے ہیں۔ کہ وَرقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل (فاروقِ اعظم حضرت عمر کا چچا) جب نجاشی بادشاہِ حبش کے پاس گئے تو نجاشی نے پُوچھا کہ تمہارے مکہ میں کوئی ایسا ایسا بچہ پَیدا ہُوا ہے۔ وَرقہ نے کہا ہاں! میں نے بھی ایک بُت سے سُنا ؎

ولد النبی نذلت الاملاک ٭ ونای الضلال وادبر الاشراک

(نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پَیدا ہُوئے اَب سب ملک ذلیل ہُوئے گمراہی جاتی رہی اور شرک فرار ہُوا) زید نے کہا اے بادشاہ! میں بھی ان کی شب وَلادت بوقبیس پہاڑ پر گیا۔ ایک مرد کو دیکھا آسمان سے اُترا۔ دونو پر سبز ہیں۔ کہا شیطان ذلیل ہُوا بُت باطل ہُوئے۔ امین پَیدا ہُوئے۔ پھر میں نے دیکھا سطح زمین(؟) ویخطف بھی ایسا

نور چمکا۔ کہ قریب تھا میری آنکھیں اچک لیجائے)

۲۰۔ چاند کا کھلونا ۔ زرقانی جلد ۵ صـ۲۴۴ سیرت حلبیہ جلد ۱ صـ۷۴ خصائص الکبریٰ جلد ۱ صـ۵۳ میں ذکر ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ میرے اسلام لانیکی زیادہ وجہ یہ بھی ہے۔ میں نے دیکھا جب آپ مہد میں تھے آپ کیلئے چاند اتر آیا۔ آپ اس سے کچھ بولتے تھے۔ آپ اپنی انگلی مبارک سے جدھر اشارہ فرماتے۔ چاند ادھر جھک جاتا (یہ سن کر) حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ میں اس سے۔ مجھے رونے نہ دیتا اپنی طرف مشغول رکھتا۔ مجھے کھلاتا (یلھینی عن البکاء) ؎

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں : کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اس واقعہ کو مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی مجموعہ فتاوی صـ۸۵ نقل کیا ہے۔

چہرۂ نور

ک ۔ گیسو ۔ ہ ۔ دہن ۔ ی ۔ ابرو ۔ آنکھیں ۔ ع ۔ ص

کھیعص اُن کا ہے چہرا نور کا !

اب وہ نورانی احادیث مستند کتب سے لکھی جاتی ہیں۔ جن میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا ذکر ہے۔ اور آپ کے سراسر نور ہونیکا اوضح بیان ہے۔ ان کے پڑھنے سے عشاق کا ایمان نورانی ہوتا جائیگا اور منکرِ نور بھی انشاء اللہ اپنا انکار توڑ کر کچھ محبت کی چاشنی لیکر رہیگا۔ جس بے نصیب کو پھر بھی انکار رہے

اُن کی قسمت۔ سب سے پہلے چہرۂ نورانی کا بیان سُنئے!

۱۔ سئل البراء کان وجه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر۔

ترجمہ:۔ براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے متعلق پوچھا گیا۔ کہ تلوار کی مثل چمکدار تھا۔ کہا نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲)

۲۔ عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل علیها مسرورا تبرق اسارير وجهه

ترجمہ:۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ کہ ایک دفعہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ پر کسی خوشی کی حالت تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ پاک کی لکیریں بجلی کیطرح چمک رہی تھیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲)

۳۔ قال کعب بن مالکؓ فلما سلمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وھو یبرق وجهه من السرور وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا سر استنار وجهه حتی کانه قطعة قمر۔

ترجمہ:۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا۔ آپ کا چہرہ اقدس خوشی و مسرت سے بجلی کی طرح چمک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوشی کی حالت میں ہوتے۔ آپؐ کا چہرا پاک اسقدر نورانی نظر آتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲)

۴۔ عن براء قال مارایت من ذی لمة احسن فی حلة حمراء من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

ترجمہ:۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کوئی زلفوں والا سُرخ لباس میں رسول اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت نورانی نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

۵۔ کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم احسن الناس وجها واحسنه خلقا (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ نورانی چہرے والے اور نہایت خلیق تھے۔

۶- عن الجریری عن ابی الطفیل قال قلت اریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم کان ابیض ملیح الوجہ :- (ترجمہ :- جریری کہتے ہیں میں نے ابوالطفیل صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہا ہاں دیکھا ہے سفید نورانی چہرا نمکینی مائل نہایت خوبصورت تھے (ترمذی جلد ۲ ص ۵۱۵)

۷- قال رجل وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال جابر بن سمرۃ لا بل کان مثل الشمس والقمر رواہ مسلم (ترجمہ :- ایک مرد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا تلوار کی مانند تھا۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ سورج و چاند کی مثل نورانی تھا (مشکوٰۃ ص ۵۱۵)

حضرت ملا علی قاری محدّث حنفی اس حدیث کی شرح میں مرقات شرح مشکات میں لکھتے ہیں۔ ای مثل الشمس والقمر فی قوۃ الضیاء وکثرۃ النور (یعنی روشنی کی تیزی اور نور کی کثرت میں سورج و چاند کی مانند تھے)

۸- عن انسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازھر اللون ای ابیض نیرا کان عرقہ اللؤلؤ (مشکوٰۃ مع حاشیہ مختصر مرقاۃ ص ۵۱۶) ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازہر اللون یعنی روشن آفتاب تھے۔ اور پسینہ مبارک کے قطرات چمکیلے موتی۔

۹- امام محدث مناوی حدیث ہذا کی شرح میں لکھتے ہیں۔ قال السہیلی الزھرۃ فی اللغۃ اشراق فی اللون وان الزھر اسم الابیض من النور (مناوی شرح شمائل مصری جلد ۱ ص ۳۶)

ترجمہ :- امام سہیلی نے کہا کہ زہرہ لغت میں چمکیلے رنگ کو کہتے ہیں۔ بیشک الزھر کے معنے نورانی اور سفید ہوتا ہے۔

۱۰- ملا علی قاری محدث حنفی جمع الوسائل شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۶ میں ایسی

حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ازھر اسم تفضیل وقیل معناہ منلائی اللون الازھر الابیض المستنیر۔ (ترجمہ:۔ ازہر اسم تفضیل ہے۔ کہتے ہیں اس کے معنے نورانی چمکیلا رنگ سفید اور روشنی کرنے والا ہے۔

۱۱۔ عن ابی عبیدۃ قال قلت للربیع بنت معوذ بن عفراء صفی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت یا بنی لورایتہ رایت الشمس طالعۃ رواہ الدارمی (مشکوٰۃ ص۵۱۷)

ترجمہ:۔ ابی عبیدہ کہتے ہیں۔ میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک مجھے بتلایئے کہ جناب کیسے تھے۔ اُس نے کہا۔ اے بیٹا! اگر تو آپ کو دیکھتا تو چہرا انور دیکھتے ہی پکار اٹھتا کہ سورج نکل آیا۔

۱۲۔ عن جابر بن سمرۃ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا ھو احسن عندی من القمر رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۵۱۸) ترجمہ:۔ جابر بن سمرہ رض کہتے ہیں میں نے پوری چاندنی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ پر سرخ دھاری دار لباس تھا۔ میں کبھی آپکو دیکھتا کبھی چاند کو۔ پس آپ کا پیارا چہرا چاند سے خوبصورت تھا۔

۱۳۔ عن ابی اسحٰق عن امراۃ من ھمدان قال حججت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت لھا شبھیہ قالت کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ (فتح الباری شرح صحیح بخاری مصری جلد ۶ ص۳۶۹)

ترجمہ:۔ ابو اسحاق کہتے ہیں ایک ہمدانی عورت نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس عورت سے پوچھا۔ آپ کی شکل مبارک کیسی تھی کہا چودھویں رات کا چاند تھے۔ میں نے ان سے پہلے نہ ان کے بعد کسی کو ان کی مثل نورانی چہرا دیکھا۔

۱۴۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفخما یتلالأ وجھہ تلالؤ القمر لیلۃ البدر (شمائل ترمذی ص۴۴)

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا چمکیلا تھا۔ جیسا کہ چودھویں رات کا چاند روشن ہے۔

۱۵۔ عن ابی ھریرۃ قال ما رایت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ قال الطیبی شبہ جریان الشمس بجریان الحسن فی وجھہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت کسی شے کو نہیں دیکھا (نہ سورج نہ چاند کو) اس طرح معلوم ہوتا تھا۔ کہ سورج آپ کے چہرا مبارک میں چل رہا ہے۔ (اتنا نورانی تھا) علامہ طیبی اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں۔ سورج کے چلنے سے مراد آپ کے چہرے میں نور حسن کا چلنا ہے (فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص ۳۶۹)

۱۶۔ علامہ بدرالدین عینی محدث حنفی عینی شرح بخاری جلد ۷ ص ۳۷ میں لکھتے ہیں کان قطعۃ قمر ای ھو جبینہ قطعۃ قمر (ترجمہ :۔ حدیث میں جو چاند کا ٹکڑا کہا آپ کی پیشانی چاند کا ٹکڑا تھی۔

۱۷۔ عن المنذر بن جریر عن ابیہ قال رایت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتھلل کانہ مذھبۃ ای یستنیر (نسائی شریف مع شرح سندی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۵۶)

ترجمہ :۔ منذر بن جریر اپنے باپ سے راوی ہیں کہ میرے باپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا مبارک دیکھا۔ ایسا چمکتا تھا گویا نورانی سنہری مائل تھا۔

۱۸۔ کان علی اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وکان وجہہ تدویرا ابیض۔

ترجمہ :۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیا کرتے تھے۔ فرماتے۔ کہ آپ کا چہرا مبارک گول سفید نورانی تھا (شمائل ترمذی ص ۲۶)

۱۹۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ ای عن کمال حسنہ ونہایۃ جمالہ کونہ حسن عن کل احد ای ان اللہ تعالیٰ اوجد خلق بہ نہ الشریف علی وجہ لم

یظہر قبلہ ولا بعدہٗ مثلہ (مناوی شرح شمائل مصری جلد ۱ ص۲۳)
ترجمہ: - علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ نہ اُن سے پہلے نہ اُن کے بعد یعنی کمال حسین اور نہایت خوش جمال تھے۔ اور ہر شے سے احسن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا بدن شریف ایسا نورانی ایجاد کیا۔ کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا نہ بنا نہ آپ کے بعد مخلوق ہوگا۔
۲۰۔ عن ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ عنہ قال کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدارۃ القمر۔ (ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا مبارک یوں تھا۔ جیسے چاند کا دائرہ۔ (مواہب اللدنیہ شریف جلد ۴ ص۷۷)
۲۱۔ اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ نورانی کو دیکھتے ہی کہا۔ کانہ دارۃ قمر رواہ الطبرانی الدائرۃ حولہ وھی الھالۃ کانہ فی شدۃ تنورھالۃ القمر (زرقانی معہ مواہب جلد ۴ ص۷۷)
ترجمہ: - گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا مبارک چاند کا گول دائرہ ہے۔ طبرانی نے یہ حدیث روایت کی (علامہ زرقانی کہتے ہیں) دائرہ سے مراد ہالہ ہے۔ جو تیز روشنی کی وجہ چاند کے گرد ہوتا ہے۔ اسی چاند کے ہالہ کی طرح آپ کے چہرا کے نور کا ہالہ معلوم ہوتا (نہ کہ چہرا گول تھا)
۲۲۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے۔ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فکان وجھہ المرأۃ یری شخص الجدر فی وجھہ صلی اللہ علیہ وسلم (مواہب اللدنیہ معہ زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ ص۷۹) ترجمہ: - بیشک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ

انور آئینہ تھا۔ دیواریں آپ کے چہرا میں نظر آتیں یعنی دیواروں کا عکس چہرا مبارک میں نظر آتا۔

۲۳۔ فکان وجهه صلی الله علیه وسلم وجه المرأة وکان الجدر تلاحك وجهه والمعنی ان جدر البیت تری فی وجهه صلی الله علیه وسلم کما تری فی المرأة لوضاءته۔ (ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ منیر آئینہ تھا دیواریں آپ کے چہرا میں روشن ہوتیں۔ معنی یہ کہ گھر کی دیواریں آپ کے چہرا انور میں دیکھی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آئینہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ ایسا نورانی شفاف چہرا تھا جمع الرسائل بشرح الشمائل ملا علی قاری جلد ۲ ص ۱۴)

۲۴۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی۔ سوئی گر پڑی۔ میں نے تلاش کی نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجهه (آپ کے چہرا نورانی کی روشنی سے سوئی نظر آگئی) میں نے آپ سے یہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا یا حمیرا الویل ثلاثا لمن حرم النظر الی وجهی (اے حمیرا اس پر افسوس تین بار جس نے میرا چہرا نہ دیکھا) (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۳)

۲۵۔ عن عائشة قالت نظرت الی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یخصف نعله و قد عرق جبینه وجعل عرقه یتولد نورا فبهتت فقال مالك بهتین فقالت نظرت لعرقك یتولد نورا فلو راك ابو کثیر الهذلی لعلم انك احق بقوله ؎

واذا نظرت الی اسرة وجهه ❊ برقت کبرق العارض المتهلل

ترجمہ:۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ

میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ اپنا جوڑا مبارک گانٹھ رہے تھے اور پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرے تھے۔ ان پسینہ کے قطروں سے نور نکل رہا تھا۔ میں ایسے نورانی چہرا پر حیران ہو رہی تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہؓ تو کیوں حیران ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپؐ کے پسینہ مبارک کو دیکھ رہی ہوں۔ نور جلوہ نگن ہے۔ اگر آپؐ کو ابوکثیر ہذلی شاعر دیکھتا تو جان لیتا کہ اس کے اس شعر کے زیادہ حقدار آپؐ ہی ہیں۔ یعنی یہ شعر صرف آپکی شان میں درست ہے (ترجمہ شعر) میں نے جب محبوب کے چہرہ کی لکیریں دیکھیں۔ یوں چمکتی تھیں جیسے بادل سے بجلی کوندتی ہے (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۳۲۶)

۲۶۔ قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کنت ادخل الخیط فی الابرۃ حال الظلمۃ ببیاض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

ترجمہ:۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرا انور کی روشنی سے اندھیرے میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

۲۷۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھبط علی جبریل فقال یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقول کسوت حسن یوسف من نور الکرسی وکسوت نور وجھک من نور عرشی (ترجمہ:۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ کہا۔ یا محمد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حسنِ یوسفؑ کو نور کرسی سے منور کیا۔ اور آپؐ کے چہرا مبارک کو اپنے عرش کے نور سے نورانی بنایا (شرح شفا ملا علی قاری جلد ۱ صفحہ ۳۳۸)

کہ وہ ہے (کیا نام ہے) ہمارے ساتھ ایک عورت شتر سوار تھی۔ بولی انا ضامنۃ لثمن البعیر رأیت وجہ رجل مثل القمر لیلۃ البدر لایخیس بکم (میں اونٹ کی قیمت ادا کرونگی میں ضامن ہوں۔ میں نے اس آدمی کا چہرا چودھویں رات کے چاند کی مثل دیکھا ہے ایسا آدمی تمہیں نقصان نہ دیگا) پس صبح ہوئی ایک آدمی کھجوریں لایا اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ یہ تو کھجوریں پہلے کھا لو پھر اپنے اونٹ کی قیمت کی کھجوریں تول لو۔ ہم نے ایسا کیا۔ پوری نکلیں۔ ایک روایت میں ہے آپ نے قیمت سے بیس صاع زیادہ بھیجیں کہ یہ تمہاری مہمانی ہے تم مسافر ہو۔ (شفا شریف مصری جلد ۲ صـ۲۴۷)

۳۴۔ قالت ام معبد ہو صلی اللہ علیہ وسلم اجمل الناس من بعید واحلاہ واحسنہ من قریب (شفا شریف جلد ۱ صـ۲۴۰) (ترجمہ:۔ ام معبدؓ کہتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور سے سب لوگوں سے خوش جمال نظر آتے۔ اور قریب جو بیٹھتا تو نہایت شیریں کلام اور سب سے خوبصورت نورانی چہرا تھے۔

۳۵۔ زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر جلد ۴ صـ۹۱ میں ہے۔ قال ابن ابی خیثمۃ کان صلی اللہ علیہ وسلم اجلی الجبین اذا طلع جبینہ او طلع بوجہہ علی الناس عند اللیل کانہ السراج المتوقد یتلألأ (ترجمہ:۔ ابن ابی خیثمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نورانی پیشانی تھے۔ جب اندھیری رات میں آپ کا چہرا مبارک لوگوں کے سامنے آتا گویا ایک نورانی چراغ ہے چمکنے والا۔

۳۶۔ آخری مرض الوفات میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کو امام بنا کر نماز پڑھو۔ ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؐ نے پیر کے دن پردہ ہٹا کر

جھانکا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آخر نظرۃ نظرتھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کشف الستارۃ یوم الاثنین فنظرت الی وجھہ کانہ ورقۃ مصحف (شمائل ترمذی ص۲۰۴)
ترجمہ: میں نے آخری نگاہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی (اس کے بعد آپکو
نہ دیکھا پھر آپ کا وصال ہوگیا) پیر کے دن پردہ دروازہ کا کھلا پس میں نے آپکے
چہرا مبارک کو دیکھا گویا قرآن مجید کا ایک نورانی صفحہ ہے۔
فائدہ:- قرآن مجید کو بھی اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا ہے۔ پس آپ نور کا ایک ورقہ
ہوئے۔ تو آپ بھی نور ہی ہوئے۔ علامہ مناوی شرح شمائل جلد ۲ ص۲۰۴ میں اس
حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ای حسین الوجہ وصفاء بشرۃ وسطوع الجمال و
استنارتہ (خوبصورت چہرہ والے صاف بشرہ والے چمکتے دمکتے جمال والے)
اور ملا علی قاری جمع الوسائل شرح الشمائل مصری جلد ۲ ص۲۰۵ میں اسی حدیث
کی شرح میں لکھتے ہیں۔ فرفع صلی اللہ علیہ وسلم الحجاب فلما وضح لنا وجھہ مانظرنا
منظرا اقط کان وجھہ ورقۃ مصحف (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھایا جب
آپ کا چہرا انور ظاہر ہوا ایسا منظر و نظارا کبھی نہ دیکھا کافی ہے یہ کہنا کہ آپ کا چہرا
قرآن مجید کا ورقہ ہے)
۳۷۔ علامہ فاسی مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص۱۰ میں فرماتے ہیں۔
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضئ البیت المظلم من نور (ترجمہ:- نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اندھیرے گھر کو اپنے نورانی چہرا سے روشن بنا دیتے تھے۔
۳۸۔ مکہ مکرمہ میں بارش بند ہوگئی۔ تو اہل مکہ ابو طالب کے پاس آئے کہ بارش
طلب کریں۔ ان دنوں وہ سردار مکہ تھے۔ فخرج ابو طالب معہ غلام کانہ شمس

دجی (زرقانی جلد ۱ ص۱۸۹) یعنی ابوطالب نکلے اور اُن کے ساتھ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ جو ابھی کم سن تھے۔ اور آپ کی تصویر منیر ایسی تھی جیسے بادل کا سورج۔ زرقانی کہتے ہیں۔ فان الشمس یوم الغیم حین ینجلی سحابھا الرقیق تکون مضیئۃ مشرقۃ مقبولۃ للناس لیست محرقۃ (شمس دجی بایں وجہ کہا کہ ابر کے دن رقیق بادل پھٹنے پر آفتاب جب چمکتا ہے۔ تو اس میں حرقت وسوزش ہونے کے باعث لوگوں کو مرغوب ومقبول ہوتا ہے) ابوطالب آپکو لیکر بارش مانگنے گئے۔ آپ اُس وقت کندھے پر بیٹھے تھے۔ دُعا کی گئی۔ بارش مانگی گئی۔ نورانی چہرائے مبارک کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ بارش نازل ہوئی اور خوب ہوئی اس وقت ابوطالب نے کہا ؎ (نسیم الریاض جلد ۱ ص۳۲۸)

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ✤ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل (بخاری)

ترجمہ:۔ وہ نورانی چہرا کہ جس کے طفیل بارش مانگی جاتی ہے یتیموں کی پناہ اور بیوائوں کا محافظ۔

۳۵۔ لاہور کے مشہور اولیاء میں سے حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب زعفران زار ص۳ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ اشعار نقل کرتے ہیں ؎

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خدہ ✤ لما بذلوا فی الیوم یوسف من نقدی

لوّمی زلیخا لورأین جبینی ! ✤ لاثرن بالقطع القلوب علی ایدی

ترجمہ:۔ اگر آپ کے رخسارے کے انوار وخوبیاں مصر والے سُن لیتے تو یوسف علیہ السلام کے لئے اس دِن نقدی خرچ نہ کرتے (۲) زلیخا کو ملامت

کرنے والیاں اگر میرے حبیب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھوں کے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔

۴۰۔ علامہ ابن البر نے استیعاب جلد ۱ ص ۱۶۱ میں روایت کیا ہے۔ کہ جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی تعریف میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہہ لے۔ تو حضرت عباس بولے ؎

وانت لما ولدت اشرقت الا ⁂ رض وضاءت بنورك الافق

ووجهك البدر ان يضئ ومن ⁂ شعرك الليل يحلك الغسق

ترجمہ:۔ جس دن آپ (یا رسول اللہ) پیدا ہوئے زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے فضائے آسمان تک روشنی پھیلی اور آپ کا چہرا چودھویں رات کا چاند ہے۔ جو روشنی ڈال رہا ہے۔ اور آپ کے بال مبارک کی سیاہی گویا رات ہے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سارا لمبا قصیدہ سن کر فرمایا ایک روایت میں ہے پہلے ہی فرمایا لا یفضض اللہ فاك (تیرا منہ شکستہ نہ ہوگا) مواہب اللدنیہ جلد ۳ ص ۸۳

۴۱۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں نقل کرتے ہیں۔ کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجھا وانورھم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ نورانی چہرا تھا) در صفہ صاحبہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دوست نے آپ کی خوبی بیان کی) بقول فرمایا ؎

امین المصطفٰی للخیر یدعو ! ⁂ کضوء البدر زائلہ الظلام

ترجمہ: مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امین لقب والے نیکی کی طرف بلاتے ہیں۔ چہرا چودھویں رات کا چاند ہے اس سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔

۴۲۔ دربار رسالت کا شاعر جسے جبرائیل علیہ السلام مدد دیتے تھے مدّاح الرسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار علامہ ابن البر نے استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ میں نقل کئے کہا ؎

متی یبد فی الدجی البھیم جبینہ ❊ یلح مثل مصباح الدجی منوقد

ترجمہ:۔ جب سخت اندھیری رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبین مبارک (چہرا اقدس) ظاہر ہوتا تو اندھیری رات کے چراغ کی مثل روشنی دیتا۔

۴۳۔ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب اسلام قبول کرنے کو آئے قصیدہ بانت سعاد آپ کی تعریف میں لکھ کر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے پڑھا جب اس شعر پر پہنچے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک انعام کے طور پر بخش دی۔ شعر یہ ہے ؎

ان الرسول لسیف یستضاء بہ ❊ مھند من سیوف اللہ المسلول

ترجمہ:۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے ایک ننگی دھار دار تلوار ہیں۔ جن سے نورانیت حاصل کی جاتی ہے (استیعاب جلد ۱ صفحہ ۲۴۷)

حضور کی وہ چادر مبارک جو آپ نے کعب بن زہیر کو دی ان کے وارثوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۰ ہزار درہم کو خرید دی۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۵۹)

۴۴۔ مالک بن عوف صحابی رضی اللہ عنہ جب اسلام لانے کو آئے چہرا انور دیکھ کر بول

اُٹھے ؎

مان رأیت ولا سمعت بماری ✧ فی الناس کلھم کمثل محمدؐ

ترجمہ :- میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل (نورانی چہرا) تمام لوگوں میں نہ کسی کو دیکھا نہ کسی کو سُنا (استیعاب جلد ۱ ص۲۴۷)

۴۵ - عبداللہ بن الزبصری صحابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں (استیعاب جلد ۱ ص۳۵۶ دیکھو) ؎

وعلیک من سمۃ الملیک علامۃ ✧ نورا غرّ وخاتم مختوم !

ترجمہ :- یارسولؐ اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے (دو نشانیاں ہیں) ایک چمکتا نور (نورانی چہرا) دوسری مہر نبوّت -

۴۶ - ابن عباسؓ صحابی کے سامنے عامر بن واثلہ صحابی رضی اللہ عنہما نے قصیدہ پڑھا - یہ شعر بھی تھا ؎

ان النّبی ھو النور الذی کشطت ✧ بہ عمایات ماضینا وباقینا

ترجمہ :- بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں - آپؐ کی ذاتِ پاک سے ہمارے اگلے اور پچھلے سب اندھیرے دُور ہو گئے (گمراہیاں دُور ہو کر ظاہر و باطن نور ہو گیا) (استیعاب جلد ۱ ص۳۷۴)

فائدہ :- اِس شعر میں صحابیؓ نے آپؐ کو نور کہا اور صحابیؓ کے سامنے کہا دُوسرے صحابی ابن عباسؓ مفسرِ اعظم اور اسلام کے فقیہہ بے مثل تھے - اگر حضورؐ نور نہیں تھے یا آپ کو نور کہنا درست نہیں تو صحابیؓ نے کیوں کہا - اور مفسرِ اعظم صحابیؓ نے کیوں نہ رد کیا - لیکن ہمارے زمانہ کے بعض مولوی نور کہنے سے رُوکتے ہیں اور آپؐ کو نور

کہنے والے کو مشرک جانتے ہیں۔

۷۔ عمرو بن سالم صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کی شان میں قصیدہ کہا۔ یہ شعر بھی تھا ؎

فیھم رسول اللہ قد تجردا ❊ ابیض مثل البدر ینمو صعدا

ترجمہ:۔ ان میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے چودھویں رات کے چاند کی مانند نورانی چہرا والا اور نور ترقی پر ہے۔ (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۴۶)

۸۔ علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ معہ زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۸ صفحہ ۳۱۷ میں حضرت عبد اللہ بن جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ شعر نقل کئے ہیں۔ ؎

به اجاب اللہ آدم اذ دعا ❊ ونجی فی بطن السفینة نوح

وما ضرت النار الخلیل لنورہ ❊ ومن اجلہ فال الفداء ذبیح

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے (اس نوری چہرے والے پیارے حبیب) کی طفیل آدم علیہ السلام کی دعا منظور فرمائی۔ اور نوح علیہ السلام نے بھی اسی کے طفیل کشتی میں طوفان سے نجات پائی) اور اسی نور کی طفیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے تکلیف نہ دی۔ اور اسی کی طفیل حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے قربانی کا دنبہ آیا۔

تنبیہ۔ ایک غیر مقلد مولوی نے بڑے زور سے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ آدم علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا بالکل غلط ہے۔ کہیں ثابت نہیں اس روایت کو پڑھ لیں اور حوالہ نوٹ کر لیں۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے حضرت عبد اللہ بن جابر صحابی ہیں۔ بریلوی مولوی نہیں کہ فتویٰ لگا دو گے۔ اس پر علامہ زرقانی اور امام قسطلانی شارح بخاری کی جلالتِ قدر بھی دیکھ لیں۔ کہ انہوں نے اس روایت پر کوئی جرح د

قدح نہیں۔ کہ نیز آدم علیہ السلام کا حضورؐ کو وسیلہ بنانا تو اور بھی کئی مستند کتابوں سے ثابت ہے۔

۴۹۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۶۲ میں حضرت عبداللہ ابن رواحہ صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر نقل ہے۔ جو صفت چہرا پاک ہے ؎

ولم یکن فیہ آیات مبینتہ ⁂ کانت بدیھتہ تنبیک بالخبر

(شفا جلد ۲ صفحہ ۴۳۹)

ترجمہ:- اگر ظاہری معجزات نہ بھی ہوتے۔ تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی چہرا نبوت کی خبر دے رہا ہے (کہ ایسے نورانی چہرے والا ضرور نبیؐ ہے)

۵۰۔ حضرت حسان بن ثابت صحابی رضی اللہ عنہ شاعر دربار رسولؐ کا شعر (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۷۵) ؎

نورا اضاء لہ علی البریۃ کلھا! ⁂ من یھد للنور المبارک یھتدی

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نے ساری دنیا کو روشن کر دیا جس نے اس نور سے ہدایت پالی۔ پس وہ ہدایت یافتہ ہے۔

۵۱۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۹۱ میں حضرت ابن ابی خیثمہؓ کے یہ اشعار مزیدار نقل کئے ہیں ؎

۱۔ جبینہ مشرق من فوق طرتہ ⁂ یتلوا الضحے لیلہ واللیل کافرہ

۲۔ بالمسک خطت علی کافور جبھتہ ⁂ من فوق نونا تماسینا منفاثرہ

۳۔ مکمل الخلق لاتحصی خصائصہ ⁂ منفرد الحسن قد قلت نظائرہ

ترجمہ:- ۱۔ فکان المعنی ضاان جبینہ یزید لکثرۃ نورہ فیجا وزناصیتہ وینتشر

علمیہ انب ثوبہ (زرقانی شرح مواہب) آپ کے جبین پاک کا نور اس کثرت سے تھا کہ پیشانی سے تجاوز کر کے آپ کے کپڑے کے کناروں پر پھیل جاتا تھا - اور آپ کا چہرا والضحےٰ زلف سیاہ کی رات کو چمکاتا ہے - اور زلف سیاہ اسے ڈھانپنے والی ہے -

۲ :- آپ کی کافوری پیشانی پر کستوری سے ابروؤں کا خط کھینچا گیا ہے اور ابروئے مبارک جو بشکل نون ہیں - ان پر گھنگر دار گیسوئے مبارک ایسے خوشنما معلوم ہوتے ہیں - جیسے سین کے دندانے -

۳ - آپ حسن میں پورے ہیں - خصائص (صفتیں) بیشمار - ہر وقت تازہ حسن جس کی نظیر کم بلکہ ایسا نہ ہوا نہ ہو گا -

۵۲ - امام احمد قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ صـ۲۷ میں تعریف کرتے ہیں ؎

۱- لم لا یضئ بک الوجود ولیلۃ ؛ فیہ مصباح من جمالک مسفر
۲- فبشمس حسنک کل یوم مشرق ؛ وببدر وجھک کل لیل مقمر

ترجمہ :- ۱ - یارسول اللہ آپ کی ذات پاک سے وجود اور راتیں کیوں روشن نہ ہوں - جبکہ آپ کا جمال اور چہرۂ منیر ان میں روشن چراغ موجود ہے -
۲ - آپ کے حسن کا سورج دِلوں کو روشنی دے رہا ہے اور آپ کا بدر منیر چہرا راتوں کو نورانی بنا رہا ہے -

۵۳ - امام قسطلانی حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی مؤلف دلائل الخیرات کے اشعار نعتیہ نقل کرتے ہیں - دیکھو مواہب اللدنیہ معہ زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ صـ۷۹ - وھو ہٰذا -

۱- الا یا صاحب الوجہ الملیح ∴ سألتك لا تغیب فانت روحی
۲- متٰی غاب شخصك عن عیانی ∴ رجعت فلا تری الا ضریحی
۳- بحقك جد لزلك یا حبیبی ∴ وداوی لوعة القلب الجریح

ترجمہ :- ۱- اے ملیح نورانی چہرے والے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے غائب نہ ہوں۔ کیونکہ آپ جناب میرے بدن میں روح کی مثل ہیں۔

۲- جس وقت آپ کا وجودِ اطہر میری نظروں سے چھپ جائیگا۔ پھر آپ رجوع فرمائیں گے۔ تو دیکھیں گے کہ میری لاش ہی پڑی ہوگی۔

۳- اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شانِ اعلیٰ کا صدقہ اپنے غلام پر کرم کیجیئے اور زخمی دل کی بے حد تکلیف کا علاج فرمایئے۔

فائدہ :- یہ بھی یاد رکھیئے کہ یہ بزرگ حضورؐ کو غائبانہ پکار رہے ہیں یا رسول اللہ کہنا بھی ثابت ہوا۔

۴۵- انہی شیخ المشائخ حضرت شیخ شاذلیؒ کے دیگر نعتیہ اشعار سُن لیجیئے جو امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ ص۸۱ میں نقل کیئے ہیں۔

۱- کم فیہ للابصار حسن مدھش ∴ کم فیہ للارواح راح مسکر
۲- سبحان من انشاہ من سبحانہ ∴ بشرا باسرار الغیوب یبشر
۳- فجمالہ مجلی لکل جمیلة ! ∴ ولہ منار لکل وجہ نیّر
۴- جنات عدن فی جنی وجناتہ ∴ ودلیلہ ان المراشف کوثر

ترجمہ :- ۱- بہت سے ایسے ہیں جن کے حسن سے آنکھوں کو دہشت ہوتی ہے اور بہت سے ایسے ہیں جن کے حسن سے روحیں مست ہوتی اور راحت پاتی ہیں۔

میزان کے صفات کی کاپیاں

۲- پاک ہے وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جس نے اپنے نور سے ایک ایسا بے مثل بشر پیدا کیا جو غیب کے تمام رازوں کی خبر دیتا ہے۔

۳- ہر خوبصورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال زیادہ خوبصورت ہے اور آپؐ ایسے منبعِ نور ہیں جس سے ہر نور نے روشنی پائی۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رخسار جنت کی خوشبو ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کے درمیان کوثر حوض ہے (لبِ مبارک)

۵۵- امام ابن الحادی محدّث کا یہ شعر زرقانی جلد ۴ صنہ میں درج ہے جو آپؐ کی نعت ہے۔

یقولون یحکی البدر فی الحسن وجهه ⁂ وبدر الدجیٰ عن ذالك الحسن ینحط

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرا نور کو بدر سے حکایت کرتے ہیں۔ یعنی بدر کہتے ہیں، اور بدر تو آپؐ کے حسن سے مستنیر (نور لینے والا) ہے۔

۵۶- علامہ شیخ بدرالدین الزرکشی محدّث مالکی کے اشعارِ نعتیہ۔ مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۵ صـ ۲۹۵

۱- کالبدر من ای النواحی جئته ⁂ یهدی الی عینیك نوراثاقبا

۲- کالشمس فی کبد السماء وضوءها ⁂ یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں جس طرف سے بھی تو آپؐ کے سامنے آئیگا تیری آنکھوں میں چمکتا نور سامنے آئیگا۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سورج کی طرح نور ہیں۔ اسی سورج کی طرح آپؐ کا نور بھی دنیا کے مشرق و مغرب کو روشن کر رہا ہے۔

۵۷- امام سیوطیؒ نے خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۲ میں نقل کیا- کہ عثمان بن حویرث نے ایک بُت سے آواز سُنی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ۔

تردی لمولود انارت بنوره ! ⁘ جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

ترجمہ:- نورانی مولود کے پیدا ہونے پر بُت گر پڑے اور اس مولود مسعود کے نور سے زمین کا مشرق ومغرب روشن ہو گیا۔ (ساری زمین نورانی ہو گئی)

۵۸- ہندوستان کے مشہور محدّث حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کے مشہور اشعار نعتیہ جو تفسیر عزیزی میں موجود ہیں۔ یہاں نقل کر دیئے جائیں۔

یا صاحب الجمال وسید البشر ⁘ من وجھک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ ⁘ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ:- اے صاحب جمال اور آدمیوں کے سیّد آپؐ کے روشن ونورانی چہرا سے چاند روشن ہوا- آپکی پوری تعریف درجۂ امکان سے خارج ہے۔ خدا تعالیٰ کے بعد آپؐ ہی بزرگ ہیں اور بس۔

۵۹- ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں رات کو میرا اُونٹ گم ہو گیا۔ مجھے تلاش کرتے صبح ہونے آئی۔ میں نے غیب سے ایک آواز سُنی ۔

یا ایھا الراقد فی اللیل الاثم ⁘ قد بعث اللہ نبیًّا بالحرم

من ھاشم اھل الوفاء والکرم ⁘ یجلو دجنات اللیالی والبھم

ترجمہ:- اے سخت اندھیری رات میں سونے والے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرّمہ (حرم) میں ایک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا ہے۔ جو ہاشمی نسل ہے کہ وُہ اہلِ وفا و اہلِ کرم ہیں۔ اُس نبیؐ کے چہرۂ نور سے نہایت سیاہ راتیں روشن ہو جاتی ہیں (سیرت حلبیہ

(جلد ۱ صہ ۱۹۴)

فائدہ: - صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیائے عظام وعلمائے اُمت علیہم الرحمۃ جو اُمت میں شہرۂ آفاق ہستیاں ہیں۔ اُن کا کلام ثابت کر رہا ہے کہ تمام اپنے آقائے مدنی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کس قدر قربان وفدا ہو رہے ہیں۔ آپ کی نعت وصفت سننے سنانے چلے گئے۔ اور اسی کو اپنا ایمان سمجھتے رہے۔ ان میں سے کسی ایک کی نسبت بھی مجھے کہیں سے ثابت نہیں ہوا۔ کہ اُس نے کہا ہو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں۔ یا آپ کو نور کہنا آپ کی توہین ہے بلکہ آپ کا نور ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ نمبر ۹۶ پھر پڑھ لو۔ صحابی کا عقیدہ صاف ظاہر ہے پس اتنے بزرگوں کے خلاف عقیدہ رکھنے والا یقیناً گمراہ ہے۔

اعضائے نور

شمع دل۔ مشکوٰۃ تن۔ سینہ زجاجہ نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضائے مبارک سب نور ہی نور تھے۔ جیسا کہ حدیث نور سے ثابت ہے۔ جو پیچھے گذر چکی۔ آپ نے دعا مانگی۔ کہ اے اللہ! میرے ہر عضو کو نور بنا دے۔ دعا یقیناً منظور ہو گئی۔ آپ نور ہی نور سراپا نور ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ احادیث شریفہ میں اعضائے مبارک کی نورانی صفت علیحدہ علیحدہ بھی بیان ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جبینِ انور - امام غزالی نے احیاء العلوم جلد ۲ ص۲۱۲ میں نقل کیا۔ کان صلی اللہ علیہ وسلم واسع الجبھۃ وکان ابلج ما بین الحاجبین کان بینھما الفضۃ المخلصۃ -

ترجمہ: حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ پیشانی تھے۔ اور دونوں ابرو کے درمیان ایک نورانی چمک تھی۔ گویا خالص چاندی ہے۔

نورانی ناک - علامہ علی قاری محدّث حنفی جمع الوسائل بشرح الشمائل مصری جلد ۱ ص۳۷ میں نقل کرتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقنی العرنین له نور یعلوہ یحسبہ من لم یتاملہ فیہ اشم ای ولنور علاہ بحیث یمنع الناظرین من التفکر فیہ ولو امعن النظر حکم بانہ لیس اشم -

ترجمہ: - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند تھی۔ اور اس پر نور یوں روشن تھا۔ کہ جو غور سے نہ دیکھتا ناک مبارک کو بہت بلند خیال کرتا۔ یعنی نور کی جھلک دیکھنے والوں کی نظر پورے طور پر چہرا مبارک پر جمنے نہ دیتی۔ اور اگر عرصہ تک گہری نظر سے دیکھتا رہتا تو پھر ناک مبارک کی اصلی لمبائی معلوم ہوتی -

نورِ چشم - انہ صلی اللہ علیہ وسلم یری باللیل فی الظلمۃ کما یری بالنھار فی الضوء

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اندھیری رات میں ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح کہ آپ دن کو دیکھتے تھے (جمع الوسائل بشرح الشمائل جلد ۱ ص۴۶)

گردن مبارک - ۱ - زرقانی جلد ۴ ص۹۲ میں ہے۔ فی حدیث ھند کان عنقہ جید دمیۃ فی صفاء الفضۃ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک بہت عمدہ چاندی جیسی صفائی والی سفید و نورانی تھی)

۲ - مواہب اللدنیہ جلد ۴ ص۹۲ میں ہے۔ کان عنقہ ابریق فضۃ (آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی گردن مبارک چاندی کی صراحی کی مانند تھی)

۳۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ ص۱۴۴ میں ہے۔ وفی روایۃ فی عنقہ سطع ای نور (ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں نورانی چمک تھی)

۴۔ امام مناوی نے مناوی شرح شمائل مطبوعہ مصری جلد ۱ ص۳۸ میں حدیث ہند کی شرح کرتے ہوئے لکھا۔ ای صورۃ مصورۃ من عاج بل ھو احسن نضارۃ من العاج کالبلور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی تصویر ہاتھی دانت سے بنائی ہوئی بلکہ اس سے بھی بہت خوبصورت بلور کی مانند تھی)

۵۔ امام غزالی احیاء العلوم جلد ۲ ص۲۱۲ میں فرماتے ہیں۔ وکان صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس عنقا ما ظھر للشمس والریاح منہ فکانہ ابریق فضۃ مشرب ذھبا یتلالا فی بیاض الفضۃ (حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن نورانی سب نوع انسانی سے عمدہ تھی سورج کی دھوپ اور ہوا آندھی کی گرد کا اثر اس پر ظاہر نہ ہوتا گویا ایک چاندی کی صراحی تھی سونے سے ملمع کی ہوئی۔ کہ نورانی سفید سنہری مائل چمکتی تھی)

نوری سینہ۔ امام مناوی نے مناوی شرح الشمائل جلد ۱ ص۴۰ مطبوعہ مصر میں حدیث اس طرح نقل کی ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریض الصدر بعید ما بین المنکبین ضخم الکرادیس انور المتجرد المراد انہ انور الجسد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ نور معرفت کا خزینہ چوڑا دونوں کندھوں کی درمیانی جگہ کشادہ تھی۔ یعنی خوب کشادہ سینہ تھے۔ ہڈیاں مضبوط۔ کندھوں کی ہڈیاں بغیر بال نورانی الغرض تمام جسم نورانی تھا)

بغل مبارک۔ بخاری شریف جلد ۲ ص۹۳۸ میں ہے۔ عن انس بن مالک

قال رفع یدیہ حتی رأیت بیاض ابطیہ (انس رضؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھائے ہیں نے آپؐ کی نورانی بغلوں کی سفیدی وچمک دیکھی) یعنی اس قدر نورانیت تھی۔ کہ قمیض مبارک کے باہر سفیدی نظر آتی تھی۔

شکم اطہر

سیرت حلبیہ جلد ۱ صـ۳۵۸ میں ہے۔ کہ جب حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے۔ آپ نے اپنی چچازاد بہن ام ہانی کو فرمایا میں چاہتا ہوں۔ کہ قریش کو یہ واقعہ معراج سناؤں ام ہانی آپؐ کی چادر سے لپٹ گئیں اور پکڑ لیا۔ کہ ایسا نہ کیجیے گا۔ قریش آپؐ کو جھٹلائیں گے۔ اور آپؐ کے اس واقعہ کا تمسخر اڑائیں گے۔ فضرب بیدہ الشریفۃ علی ردائہ فانتزعہ من یدی فارتفع علی بطنہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظرت الی عنکہ ای طبقات بطنہ کانہ طی القراطیس واذا نور ساطع عند فؤادہ کاد یخطف بصری فخررت ساجدا فلما رفعت راسی اذھو خراج۔

ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر چھڑانے کیلئے چادر مبارک پر ہاتھ مارا میرے ہاتھ (ام ہانیؓ کے ہاتھ) سے چادر چھوٹ گئی۔ اور آپؐ کے شکم مبارک سے کپڑا اُٹھ گیا۔ میں (ام ہانیؓ) نے آپؐ کے پیٹ مبارک کے شکنوں کو دیکھا۔ گویا کاغذ لپیٹے ہیں۔ اور ایک نور چمکا ایسا کہ میری آنکھیں اچک لے چلا۔ میں سجدہ میں گر پڑی۔ میں نے سر اٹھایا تو آپؐ تشریف لے جاچکے تھے۔

کمر مبارک

عن محرش الکعبی نظرت الی ظھرہ صلی اللہ علیہ وسلم کانہ سبیکۃ فضۃ (مناوی شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۴۲)

ترجمہ:۔ محرش الکعبی صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی پیٹھ مبارک دیکھی سفید چاندی کی نورانی ڈلیا تھی۔ گویا چاندی کا پارچہ ہے۔ (نسائی۔ ابو داؤد۔ مواہب میں بھی موجود ہے)

پنڈلی پاک اسی مذکورہ کتاب اسی صفحہ میں یہ حدیث بھی ہے قال ابن صاعد ولوت منہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی ناقتہ فرایت ساقہ فی غرزہ کانھا جمارۃ۔

ترجمہ:۔ ابن صاعدؓ کہتے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوا آپؐ ناقہ پر سوار تھے۔ میں نے رکاب میں آپؐ کی پنڈلی دیکھی گویا نورانی چنگاری ہے۔

مبارک قدم خصائص الکبریٰ امام سیوطی جلد ا صہ۷ میں ہے۔ عن عبد اللہ بن بریدۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان احسن البشر قدما (عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں۔ بیشک رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قدم سب لوگوں سے خوبصورت تھے)

میں کفِ پائے نبیؐ کو مہ سے کیا تشبیہ دوں
نسبتِ ذرہ کیا شمس الضحیٰ کے واسطے

انگلیاں مبارک نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ا صہ۳۴۹ میں حدیث نقل ہے۔ روی عن عائشۃ وکان اصابعہ صلی اللہ علیہ وسلم قضبان فضۃ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں چاندی کی پوریاں تھیں)

احیاء العلوم امام غزالی مجلد ۲ صفحہ ۳۱۲ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ کف الین من الخز (آپؐ کی تلیاں ریشم سے زیادہ نرم و ملائم تھیں) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بے مثل نور

کیا بنا نامِ خدا اسریٰ کا دولہا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانا نور کا

ہمارا عقیدہ ہے کہ پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔ اور بے مثل نور آپؐ کی مثل نہ کوئی آپؐ سے پہلے پیدا ہوا۔ نہ آپؐ کے بعد پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ الوہیت میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور ہمارے آقا بھی مخلوق میں بے مثل و لاشریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت میں بے مثل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رسالت و محبوبیت میں بے مثل۔ مگر جو لوگ آپؐ کے نور ہونے کے منکر ہیں۔ وہ آپؐ کے بے مثل ہونے کے بھی منکر ہیں۔ چنانچہ ان کا عقیدہ ان کی کتابوں میں یہ ہے۔ کہ خدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کردے۔ ہم کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کبھی ایسا نہیں چاہتا۔ اور نہ کبھی ایسا چاہیگا۔ ایسا کہنا ہی غلط ہے۔ اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔ اُمت کے جلیل الشان شہرہ آفاق علمائے کرام اور جمہور محدثین عظام کا مذہب یہی ہے۔ کہ آپؐ کی مثل نہ ہوا۔ نہ ہوگا۔ اس پر بعض احادیث شریف سے بھی اشارا مل رہا ہے۔ مثلاً جناب علی رضی اللہ عنہ کی حدیث پیچھے گذر چکی ہے

کہ فرمایا لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ (آپؐ کی مثل میں نے آپؐ سے پہلے کوئی نہ دیکھا۔ نہ آپؐ کے بعد) اب اس موضوع پر۔ اور آپؐ کے حسنِ کمال پر بزرگوں کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

واللہِ یا یٰسٓ مثلک لم یکن ❊ فی العٰلمین وحق من انباک

ترجمہ:۔ خدا کی قسم اے یٰسٓ لقب والے آپؐ کی مثل سارے جہانوں میں اب کوئی نہ ہوگا۔ اس حق تعالیٰ کی قسم جس نے آپؐ کو نبیؐ بنایا (قصیدۃ النعمان)

۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ مصری جلد ۲ صفحہ میں لکھتے ہیں۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ۔

ترجمہ:۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان کامل کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس بات پر ایمان ہو۔ کہ بیشک آپؐ کے بدن شریف کو اللہ تعالیٰ نے ایسا (نورانی) مخلوق کیا ہے۔ کہ نہ آپؐ سے پہلے ایسا پیدا ہوا۔ نہ آپؐ کے بعد کوئی آدمی آپؐ کی مثل پیدا ہوگا۔

فائدہ:۔ دیکھا امام قسطلانی نے اس عقیدہ کو ایمان کامل کہا بس جو یہ کہے کہ آپؐ جیسے کروڑوں لاکھوں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کا ایمان کامل نہیں۔

۳:۔ امام شرف الدین بوصیریؒ اپنے مشہور قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ ❊ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

ترجمہ:۔ پیارے نبی عربی فداہ روحی وامی وابی وصلی اللہ علیہ وسلم اپنی صفات نورانیہ میں شریک نہیں رکھتے۔ یعنی آپؐ لاثانی نورانی ہیں۔ آپؐ کا حسنِ منیر غیر منقسم ہے۔ یعنی تقسیم ہونے والا نہیں بے مثل و بے نظیر ہے۔

۴۔ علامہ زرقانی مندرجہ بالا شعر کی شرح میں زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ صـ۸۰ میں لکھتے ہیں۔ اختارہ خالق الانسان حبیبا لاشریک لہ فی الحسن وجوھرہ لا یقبل لہ القسمۃ۔

ترجمہ:۔ انسانوں کے خالق نے آپؐ کو اپنا حبیب بنا لیا ہے۔ حسن میں آپؐ کا کوئی شریک نہیں۔ اور آپؐ کا جوہر حسن تقسیم ہونیوالا نہیں۔

۵۔ امام مناوی شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ ان اللہ اوجد بدنہ الشریف علی وجہ لم یظھر قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔ (اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف ایسا بنایا ہے۔ کہ آپؐ کی مثل نہ کوئی آپؐ سے پہلے ظاہر ہوا نہ بعد میں ہوگا)

۶۔ حضرت ملا علی قادری شارح مشکوٰۃ محدث حنفی جمع الوسائل بشرح الشمائل مصری جلد ۱ صـ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ نفی المثل یدل کونہ احسن من کل احد (آپؐ کی مثل کی نفی دلیل ہے۔ اس بات کی کہ آپؐ ہر ایک سے زیادہ خوبصورت اور حسین ہیں۔)

۷۔ علامہ علی قاری اسی کتاب جلد ۱ صـ۳۴ میں لکھتے ہیں۔ تشبیہ بعض صفاتہ بنحو الشمس والقمر انما جوی علی عادۃ الشعراء والعرب والا فلا شئ یعادل شیئا من اوصافہ اذھی اعلی واجل من کل مخلوق۔

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعض صفات کیلئے سورج وچاند سے تشبیہ دینا یہ شاعروں اور عرب کی عادت ہے ورنہ آپ کی کسی صفت سے کوئی شے برابری نہیں کرسکتی۔ کیونکہ آپ کی صفت ساری مخلوق سے اعلیٰ و اکمل ہے۔ یعنی سورج وچاند بھی آپ کی نورانیت چہرا کے سامنے ہیچ ہیں۔

۸- امام شرف الدین مناوی شرح شمائل جلد ۱ صہ۳۲ میں فرماتے ہیں۔ فنور وجہہا انفع من نور الشمس والقمر (آپ کے چہرہ انور سورج وچاند سے زیادہ نافع ہے۔)

فائدہ:- منکرین کہتے ہیں۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو فوت ہوگئے ہیں اب اُن سے ہمیں کیا نفع ہے۔ خدا سے ہم کو کام ہے محمدؐ سے کیا کام۔ مگر محدثین سلف کا عقیدہ دیکھو فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا نفع سورج وچاند سے زیادہ ہے۔ یہ کہنے والا امام مناوی محدث شافعی آپ کی وفات کے بعد کہہ رہا ہے۔ یعنی اب بھی سورج وچاند سے زیادہ آپ کی ذات پاک نفع دے رہی ہے۔ اور سورج و چاند کے منافع کو کون نہیں جانتا۔ سرکار اُن سے بھی زیادہ نافع ہیں۔

۹- یہی علامہ مناوی اسی کتاب جلد ۱ صہ۴۷ میں لکھتے ہیں۔ ان وجہہ ابہی من الشمس والقمر فنور قلبہ اعظم ضیاء منہا فلو کشف الحق عن مشارق انوار قلبہ لانطوی نور الشمس والقمر فی مشرقات انوارہا واین نور القمرین من نورہ۔

ترجمہ:- حضور سراسر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرا سورج وچاند سے زیادہ بارونق ہے۔ اور آپ کے دل کا نور تو سورج وچاند سے بہت زیادہ نورانی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ آپؐ کے دل کے انوار کو کھول دے ظاہر کر دے تو سورج و چاند کا نور اُن انوار کے سامنے مٹ جائے۔ سورج و چاند کے نور کی آپؐ کے نور کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ سبحان اللہ کیا محبت بھری عبادتیں ہیں۔

۱۰۔ علامہ زرقانی بے مثل سیرت کی کتاب زرقانی جلد ۴ صـ۱۷ میں لکھتے ہیں۔ فی الحدیث اعطی یوسف شطر الحسن یتبادر الی بعض الافہام ان الناس یشترکون فی البعض الاٰخر لیس کذلک بل المراد انہ اوتی حسن شطر الحسن الذی اوتیہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فانہ بلغ الغایۃ ولیوسف شطرھا۔

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ سمجھا ہے۔ کہ دوسرے حصہ میں تمام لوگ شامل ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مراد و مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن (نور) کا بعض حصہ دیا گیا۔ کیونکہ آپؐ حسن و نورانیت کے کمال اور غایت درجہ تک پہنچے ہیں۔ اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حسن کا بعض ہیں۔

۱۱۔ اور امام مناوی شرح شمائل جلد ۲ صـ۷ فرماتے ہیں۔ اِنَّ صورۃ المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجمل من کل مخلوق حتی من صورۃ یوسف (بیشک جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت منیر ہر مخلوق (شمس و قمر وغیرہ) سے زیادہ خوبصورت ہے یہاں تک کہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت انوار سے بھی)

۱۲- اور زرقانی جلد ۵ ص ۱۹۸ میں ہے فاعطی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم الحسن کلا قال القرطبی لم یظھر لنا تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم رفقا من اللہ بنا لانہ لو ظھر لنا تمام حسنہ لما اطاقت اعیننا رویتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پورا حسن عطا کیا۔ امام قرطبیؒ کا قول ہے۔ کہ آپؐ کا تمام حسن ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ ورنہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن ظاہر ہو جاتا۔ تو ہماری آنکھیں آپؐ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں! امام مناویؒ نے اس قول کو یوں بھی نقل کیا ہے۔ ولا لما اطاقت اعین الصحابۃ النظر الیہ (مناوی شرح شمائل جلد ۱ ص ۱۸) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اگر پورا ظاہر ہو جاتا تو صحابہ کرام کی آنکھیں آپؐ کی طرف نظر کرنے کی طاقت نہ رکھتیں۔

۱۳- مناوی شرح شمائل جلد ۱ ص ۳۱ میں ہے۔ قد اختلفت الفاظ الصحابۃ فی نعتہ وصفاتہ وذالک لما رکب فی الصدور من جلالتہ وحلاوتہ وعظیم مھابتہ ولما جعل فی جبلۃ الشریف من النور الذی یتلألا و یغلب علی بشرتہ فاعیاھم ضبط صفتہ ونعت حلیتہ حتی قال بعضھم کان مثل الشمس طالعۃ وقال بعضھم کان یتلألا تلالا القمر لیلۃ البدر۔

ترجمہ:- آپ کی نعت اور صفت بیان کرنے میں صحابہ کرام کے الفاظ مختلف

ہیں۔ اور یہ اُن کے دلوں میں آپؐ کی عظیم ہیبت وجلالت اور جوشِ محبّت کا اثر ہے۔ اور جب کہ آپؐ کے بدن شریف پر نور اس قدر چمکتا تھا۔ کہ آپؐ کی بشریت پر غالب آکر نور ہی نور کا نظارا تھا۔ پس صحابہ کو آپؐ کی پوری صفت اور نعت کا ضبط و معلوم کرنا مشکل ہوگیا تھا۔ لہٰذا بعض نے کہہ دیا۔ آپؐ کا چہرا الشمس طالعتہ ہے۔ سورج نکل رہا ہے۔ اور بعض نے کہہ دیا۔ کہ چودہویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔

۱۴۔ علامہ علی قاری محدث جمع الوسائل بشرح الشمائل جلد ۲ صـ۷ میں لکھتے ہیں۔ ان جمال نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غایۃ الکمال وان من جملۃ صفائہ وکثرۃ ضیائہ علی ماروی ان صورتہ کان یقع نورھا علی الجدار لکن اللہ ستر عن اصحابہ کثیرا من ذالک الجمال الزاھر والکمال الباھر ولو برز الیھم لصعب النظر الیہ علیھم۔

ترجمہ:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حسن وجمال حسن کے پورے کمال پر تھا۔ اور یہ روایت آپؐ کی پوری صفائی اور کثرتِ نورانیت پر ہی تو ہے کہ آپؐ کی تصویرِ منیر کا نور دیوار پر پڑتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اکثر روشن جمال اور نورانی کمال کو صحابہ کرام سے چھپایا ہوا تھا۔ اگر صحابہؓ پر پورا ظاہر ہو جاتا تو ان کو آپؐ کی طرف نظر کرنا مشکل ہو جاتا۔

۱۵۔ یہی علامہ اسی کتاب جلد اصـ۹ میں لکھتے ہیں۔ قال بعض الصوفیۃ اکثر الناس عرفوا اللہ عز وجل وما عرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لان حجاب البشریۃ غطی ابصارھم۔

ترجمہ:- بعض صوفیہ کرام نے کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اکثر لوگوں نے پہچان لیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پہچان سکے۔ اس لئے کہ بشری حجاب جو آپؐ پر پڑا ہے یہی اُن کی آنکھوں کے لئے پردہ ہے۔ یعنی آپؐ کا بشری لباس آپؐ کی حقیقت کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

۱۶:- امام ابو عبداللہ یافعی مصری جو فاضل اجل اور عارف کامل گذرے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث حنفی دہلوی علامہ شہاب خفاجی محدث شافعی علامہ زرقانی محدث شافعی حضرت ملا علی قاری محدث حنفی وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں امام ابو عبداللہ یافعی کا نام نامی بڑے القاب سے لکھا ہے۔ یہ امام یافعی اپنی کتاب روض الریاحین میں قصیدہ بردہ کے اس مصرعہ ؏ فمبلغ العلم فیہ انہ بشر (علم کی انتہا یہ ہے۔ کہ آپؐ بشر ہیں) کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ شیخ ابوالمواہب علیہ الرحمتہ بیان کرتے ہیں۔ جو اکثر دفعہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔ کہ مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ حضرت بوصیریؒ کا یہ قول "فمبلغ العلم فیہ انہ بشر" اس کے معنے میرے نزدیک یہ ہیں۔ کہ جس کو آپؐ کی حقیقت کا علم نہیں۔ اُس کے علم کی انتہا یہی ہے کہ آپؐ بشر ہیں۔ ورنہ آپؐ تو روح قدس اور اس سے بھی وراء الوراء ہیں۔ آپؐ نے یہ سُن کر فرمایا تو نے سچ کہا۔ (محاسن الحسنین ترجمہ روض الریاحین صفحہ ۳۲)

۱۷:- امام قسطلانی مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۰ میں تحریر کرتے ہیں۔

فکان علیہ الصلوٰۃ والسلام بشری الظاہر ملکوتی الباطن وکان علیہ

الصلواۃ لا یاتی الی شئ من احوال البشریۃ الا تانیسا لامتہ وتشریجا
لھا لیقتدی لا انہ محتاج الی شئ من ذالک قال الشیخ الشاذلی سے

ھو بشر لیس کالا بشار ٭ کیاقوت حجر لیس کالاحجار

ترجمہ:۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری طور پر بشری صورت تھے اور باطن میں ملکوتی و نورانی تھے۔ آپؐ بشری حالات کے ماتحت جو بھی کام کرتے یہ اُمت کی تعلیم اور شریعت بنانے کیلئے تھا۔ کہ آپؐ کی اقتدار کی جائے، ورنہ آپؐ کسی بشری ضرورت و حاجت کے محتاج نہ تھے۔ امام شیخ شاذلیؒ نے فرمایا (ترجمہ شعر) آپ بشر ہیں۔ مگر عام بشروں کی طرح نہیں جس طرح یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھروں کی مثل نہیں۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، بیوی کرنا وغیرہ بشری ضرورت کے لئے نہ تھا۔ یعنی کوئی خواہش بشری آپؐ پر غالب نہ تھی۔ آپؐ میں بشری خواہشات کی ہوا تک بھی نہ تھی۔ یہ سب کچھ لوگوں کی تعلیم کیلئے آپؐ نے کیا۔ سمجھنے والے کیلئے اتنا اشارا کافی ہے۔ اور بس۔

کلامِ نورؔ

اے مدینہ کے چاند دو باتیں
اپنے منہ سے ذرا سنا جانا

ا۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸ میں ہے۔ عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رُأی کالنور یخرج مِن بین ثنایاہ

ترجمہ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اگلے دو دندانِ مبارک میں کشادگی تھی۔ جب جنابِ عالی کلام فرماتے تو اُن دو دندانِ مبارک کے خلا سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔

۲۔ زرقانی جلد ۴ ص۸۷ امیں ہے عن انس ما بعث اللہ نبیّاً الا حسن الوجہ وحسن الصوت وکان نبیکم احسنھم وجھا و احسنھم صوتا۔

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ کو نورانی چہرہ عمدہ کلام و آواز بخشی اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن سب سے زیادہ نورانی چہرا اور سب سے زیادہ عمدہ پیارے کلام والے تھے۔

۳۔ حضرت شیخ ابو الحسن الشاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ینظم دُرر الثغر نثر مقولہ ؛ فیا حسنہ ونثرہ نظامہ

(پیارا اور نورانی کلام چمکیلے موتی تھے لڑی میں پروئے ہوئے کیا ہی خوب نورانی چہرا حسین تھا۔ اور کیا ہی آپؐ کی نثر و نظم تھی۔)

علامہ زرقانی اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔ اِذا تکلم نیثرا شبہ اللاّلی الکبار فی حسنھا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے بڑے بڑے چمکیلے و نورانی موتی تھے۔ جو بکھر رہے ہوتے)

اے مدینہ کے چاند دو باتیں
اپنے مُنہ سے ذرا سُنا جانا

تبسّمِ نور

سلام اے چاند سی صورت پہ صدقے چاندنی راتیں
تبسم پہ تو قرباں ہو گئیں تاروں بھری راتیں

۱۔ شفا قاضی عیاض جلد اصفحہ ۲۳۸ میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اذا ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتلألأ فی الجدر (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسّم فرماتے مسکراتے دیواروں پر نورانی چمک پڑتی)

۲۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض جلد اصفحہ ۳۳۴ میں فرماتے ہیں۔ اذا کشف صلی اللہ علیہ وسلم عن اسنانہ فی حال ضحکہ ظہر من ضمہ بیاض اسنانہ لمعان کلمعان البرق (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے اپنے دندان مبارک کو ظاہر کرتے تو آپ کے دندانِ مبارک کی چمک بجلی کی چمک کی مانند ہوتی)

۳۔ شفا شریف جلد اصفحہ ۲۳۴ میں ہے۔ اذا افتر ضاحکا افتر عن مثل سنا البرق رواہ البیہقی (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ایسا نور ظاہر ہوتا جیسا کہ بجلی چمکنے سے ظاہر ہوتا ہے۔)

۴۔ نسیم الریاض جلد اصفحہ ۳۳۵ میں ہے۔ کانما تبسم عن لولو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم یوں تھا۔ کہ چمکیلے موتی بکھر رہے ہیں)

۵۔ امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۳ میں حدیث نقل کی ہے۔ سالت عائشۃ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خلا فی بیتہ قالت

کان الین الناس بساما ضحی کالم یرقط ماداً رجلیہ بین اصحابہ۔

ترجمہ:۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لے جاتے تو کیسے ہوتے کہا سب لوگوں سے نرم طبع ہنستا چہرا مبارک ہوتا کبھی) آپؐ کو صحابہؓ میں پاؤں مبارک پھیلا کر بیٹھے نہیں دیکھا۔

۶۔ امام مناوی شرح شمائل جلد ۲ صہ۱۴ میں لکھتے ہیں۔ جل ضحکہ صلی اللہ علیہ وسلم التبسم یفتر عن مثل حب الغمام الذی لیشبہ اللؤلؤ۔

ترجمہ:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی مبارک اکثر دفعہ تبسم کی صورت میں ہوتی (یعنی مسکراتے تھے زور سے نہ ہنستے) اور آپؐ کے مسکرانے سے چمک پیدا ہوتی گویا کہ بادل کے سفید اولے یا چمکیلے موتی ہیں (دندانِ مبارک ایسے نورانی تھے)

۷۔ ملا علی قاری شرح شمائل جلد ۲ صہ۱۵ میں لکھتے ہیں۔ اِنہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا ضحک بتلالا فی الجدر ای یشرق نورہ علیہ الشراقا کاشراق الشمس علیہا۔

ترجمہ:۔ حضورؐ پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہنسی فرماتے دیواریں چمک جاتیں یعنی آپؐ کے دندانِ مبارک کی روشنی اُن پر جا پڑتی۔ جیسا کہ سورج نکل آئے۔ تو دیواریں چمک جاتی ہیں۔

۹۔ مواہب اللدنیہ جلد ۴ صہ۹۵ میں ہے۔ اخرجہ ابن سعد من حدیث ابی ھریرۃؓ عن علیؓ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان براق الثنایا (حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکیلے دانتوں والے تھے۔)

۱۰۔ مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۲۳ میں ہے۔ بنی سعد کی عورتوں کے ساتھ جب حضرت حلیمہ بھی مکہ مکرمہ سے کوئی بچہ لینے آئیں۔ اور پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پاکر آپؐ کو لینے حضرت آمنہؓ کے گھر آئیں۔ آپؐ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ حضرت حلیمہ کہتی ہیں۔ فاشفقت ان اوقظہ من نومہ لحسنہ وجمالہ فدلوت منہ رویدا فوضعت یدی علی صدرہ فتبسم ضاحکا وفتح عینیہ لینظر الی فخرج من عینیہ نور حتی دخل خلال السماء۔

ترجمہ: آپؐ کے کمال حسن وجمال کو دیکھ کر میں خوف زدہ ہو کر رک گئی۔ کہ آپؐ کو نیند سے جگاؤں۔ میں آہستہ آپؐ کے نزدیک آئی اور میں نے آپ کے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پس آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور میری طرف دیکھنے کے لئے آنکھیں مبارک کھولیں۔ پس آپؐ کی چشمانِ مبارک سے ایک نور نکل کر آسمان تک جا پہنچا۔

شمعِ نور

سلام اے تیرے ذکرِ پاک سے ہے ذوقِ روحانی
سرورِ دل۔ زبان شیریں۔ منور شمع ایمانی

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ پاک سراجِ منیر

بھی فرمایا ہے۔ یعنی آپ آفتاب کی طرح خود روشن و نور ہیں۔ اور دوسروں کو نورانی بنانے والے ہیں۔ جیسے سورج نے سب اشیاء کو روشن کیا۔ آپ نے بھی جہان اور جہان والوں کو نورانی بنایا۔ خود نور ہیں۔ دوسروں کو نور بناتے ہیں۔ چنانچہ

۱۔ امام سہیلیؒ نے اپنی کتاب روض الانف مطبوعہ مصر جلد ا ص ۲۳۵ میں نقل کیا ہے۔ کہ طفیل دوسی جب مسلمان ہوگیا۔ تو اس نے حضور سراسر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں اپنی قوم کا رئیس ہوں۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔ اور مجھے ایک نشانی (معجزہ) دے دیں۔ تاکہ میں اپنی قوم کو اس نشانی کی مدد سے مسلمان کر سکوں۔ اور انہیں ثابت ہو جائے کہ اسلام مذہب حق ہے۔ آپ نے فرمایا اللھم نور لہ (اے اللہ اسے نور عطا کر) فسطع نور بین عینیہ۔ (اس کی آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا) اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ایسا نہ ہو کہ میری قوم سمجھ لے کہ اسے مثلہ ہے یا برص کا داغ چہرہ پر ہے۔ اس نور کو میرے چابک میں بدل دیں۔ پس وہ نور اس کے چابک میں بدل دیا گیا۔ فکان یضئ فی اللیلۃ المظلمۃ فسمی ذا النور (وہ چابک اندھیری رات کو روشنی دیتا اور طفیل کو ذوالنور (نور والا) کہا کرتے)

۲۔ علامہ شہاب خفاجی نے نسیم الریاض مصری جلد ۳ ص ۱۴۱ میں لکھا ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں ایک صحیح حدیث ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ صحابی نے ایک رات عشاء کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں پڑھی۔ رات سخت اندھیری تھی۔ قتادہ جب نماز سے فارغ ہو کر چلے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ایک کھجور کی لکڑی اُن کو دی۔ اور فرمایا انطلق بہ فانہ سیلغتی لک من بین یدیک عشرا ومن خلفک عشرا فانطلق فاضاء لہ العرجون حتی دخل بیتہ۔

ترجمہ:- یہ لکڑی لے کر چلا جا بیشک یہ لکڑی تیرے لئے دس قدم آگے اور دس قدم پیچھے روشنی کریگی۔ پس وہ چلے تو وہ لکڑی روشنی دے رہی تھی۔ حتیٰ کہ گھر چلے گئے۔

۳۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ میں ہے قیس بن زید کو جذام کا مرض تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ فمسح علی راسہ (آپ نے اس کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا) اور دعا فرمائی۔ جذام دور ہو گیا۔ چہرا روشن۔ سو سال زندہ رہے سر کے بال سفید ہو گئے۔ مگر جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک پھیرا تھا وہ جگہ سیاہ چمکیلی جوانی کی مانند خوبصورت تھی۔ اتنا بوڑھا ہونے کے باوجود لم یشب ببرکتہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یدعی الاغر لما فی وجھہ من النور (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔ اور اس کا نام اغر (نورانی چہرہ والا) پڑ گیا تھا۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر نور کی چمک تھی)

۴۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ میں ہے۔ ومسح صلی اللہ علیہ وسلم وجہ قتادۃ بن ملحان فکان لوجھہ بریق حتی کان ینظر فی وجھہ کما ینظر فی المرآۃ

ترجمہ: حضور سراسر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن ملحان کے چہرہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ اس کا چہرا ایسا نورانی ہو گیا۔ کہ آئینہ کی مثل اس میں دوسری چیزیں دیکھی جاتی تھیں۔

حضرت ابو العلاء کہتے ہیں۔ میں قتادہ کی عیادت کو گیا۔ ایک مرد گھر کے پیچھے سے گذرا فرایتہ فی وجھہ (میں نے اس مرد کو قتادہ کے چہرا میں دیکھا گویا آئینہ تھا) حجتہ اللہ العالمین علامہ یوسف نبہانی ص ۳۷ ۱

۵۔ نسیم الریاض جلد ۳ ص ۱۶۲ میں ہے عن خزیمۃ بن سواد روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی وجھہ فصارت لہ غرۃ بیضاء فمازال علی وجھہ نور من آثار الوارۃ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ خزیمہ بن سواد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرا پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ سفید نورانی چمکدار ہوگیا۔ اور ہمیشہ اُن کے چہرا پر نور چمکتا تھا۔ اور یہ آپؐ کے انوار کی ایک نشانی تھی

۶۔ اسی کتاب جلد ۳ ص ۱۶۷ میں ہے۔ نفخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہ زینب بنت ام سلمۃ نفخحہ من ماء فما کان یعرف فی وجہ المرأۃ من الجمال ما بھاذالك ببرکۃ ماء الذی رشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجھھا لان ذالك الماء کان مسہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ حضرت زینب بنت اُمّ سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے چہرا پر آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑکا۔ اُن کا چہرہ ایسا نورانی ہوگیا۔ کہ عورتوں میں کسی عورت کا ایسا نورانی چہرہ نہ تھا۔ اور یہ اُس پانی کی برکت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرہ پر چھڑکا۔ کیونکہ اس پانی کو سرکارؐ کے ہاتھ مبارک نے مس کیا ہوا تھا۔

فائدہ :- یہ حضرت زینب رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ تھیں۔ آپؐ کی گود مبارک میں پلی ہوئی تھیں۔ اور آپؐ کی زوجہ محترمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسرے خاوند سے بیٹی تھیں۔

۷۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۱۸۵ میں ہے۔ عائذ بن عمرو صحابی رضی اللہ عنہ کو جنگ حنین میں چہرا پر زخم آگیا۔ خون بہ کر سینے تک جا رہا تھا۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے اُن کے چہرے سے خون پونچھا۔ فکان اثر یدہ صلیّ اللہ علیہ وسلم الی منتھی ما مسح غرّۃ سائلۃ رواہ البخاری فی تاریخہ۔

ترجمۃ :- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا اثر اُن کے چہرا پر لمبوترا سفید نورانی چمکدار تھا۔ بخاریؒ نے اس حدیث کو تاریخ کبیر میں روایت کیا۔

۸۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ایک روایت نقل ہے۔ معاویہؓ بن ثور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت بوڑھے تھے۔ اُن کے ساتھ اُن کا بیٹا بشر تھا۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بیٹے کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیریئے۔ اور دعا فرمائیے۔ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشر کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ فکانت فی وجھہ مسحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کالغرۃ (اُس کا چہرا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگانے کی وجہ سے روشن تھا)

۹۔ مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔ حمزہ رضؓ اسلمی کہتے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم اندھیری رات میں آپؐ سے جُدا ہو گئے فاضاءت اصابعی (اچانک میری انگلیاں روشن ہو گئیں) سب لوگ اس روشنی میں چلے اور کوئی گم نہ ہوا وان اصابعی التنیر (میری انگلیاں نور اور روشنی ڈال رہی تھیں) اور یہ سب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی۔

۱۰۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفہ ۸۰ میں ہے۔ عن ابی عبس بن جبر انہ کان یصلیّ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات ثم یرجع الی بنی حارثۃ فخرج لیلۃ مظلمۃ مطیرۃ فنور لہ فی عصاہ

ترجمہ:۔ ابی عبسؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے پھر بنی حارثہ اپنے قبیلہ کیطرف لوٹ آتے ایک سخت اندھیری رات میں نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو ان کی لاٹھی کو نورانی بنا دیا گیا (اس کی روشنی سے گھر پہنچے)

۱۱۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفہ ۸ میں امام سیوطیؒ نے نقل کیا۔ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے حضرت امامین حسن وحسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما آپؐ کی پیٹھ مبارک پر بیٹھ گئے۔ جب آپؐ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ دونو صاحبزادوں کو نہایت آرام سے زمین پر اتارا پھر جب آپؐ سجدہ میں گئے۔ دونو صاحبزادے پیٹھ پر بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا اور انہیں بڑے آرام سے اتارا پھر جب آپؐ نے نماز

پڑھ لی۔ دونوں کو دو نو زانوئے اقدس پر بٹھایا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں ان صاحبزادوں کو ان کی اماں کے پاس لے جاؤں۔ فرمایا ابھی نہیں۔ فبرقت برقة فقال الحقا بامکما فما زالا یمشیان فی ضوئها حتی دخلا (اچانک نور چمکا روشنی ہوگئی۔ آپؐ نے صاحبزادوں کو فرمایا جاؤ اپنی اماں کو جا ملو۔ دونوں صاحبزادے اُس نور کی روشنی میں چلے اور گھر میں چلے اور گھر میں داخل ہوئے۔

مدینۂ نُور

قبر النور کہئے یا قصرِ معلّیٰ نُور کا

چرخِ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نُور کا

۱۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷ میں ہے۔ عن انس رضؓ قال لما کان الیوم الذی دخل فیه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة اضاء منها کل شیٔ۔

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو آپؐ کے نُور سے مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

۲۔ حدیث شریف مذکورہ بالا کی شرح میں حضرت ملا علی قاری جمع الوسائل شرح الشمائل مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ میں تحریر کرتے ہیں۔ ای تنور جمیع اجزاء المدینة نورا حسیا ان کل شیٔ فی العالم کانه اقتبس النور من المدینة فی ذالک الیوم۔

ترجمہ:۔ مدینہ شریف کے تمام اجزا (حصے) روشن ہوگئے۔ اور یہ نور حسی ہے

یعنی ظاہری طور پر بھی محسوس ہوتا ہے۔ پھر دنیا کی ہر چیز نے مدینہ کے اس نور سے حصہ لیا۔

۳۔ امام مناوی اس حدیث کی شرح میں شرح شمائل جلد ۲ ص ۲۰۹ میں لکھتے ہیں۔ اِن المراد بہ ان کل جزء من اجزاء المدینۃ اضاء ذالک الیوم حقیقہ وکیف لا یخفیٰ لہ ذالک وقد کانت ذاتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کلھا نوراً وسماہ اللّٰہ نوراً وکان کل شئی فی العالم اقتبس النور واخذہ من المدینہ فی ذالک الیوم۔

ترجمہ:۔ مطلب حدیث کا یہ ہے۔ کہ مدینہ شریف کا ہر جزو اس دن حقیقی طور پر نورانی ہو گیا۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا جبکہ آپ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک سراسر نور تھی اور اللّٰہ تعالےٰ نے آپ کا نام نور رکھا۔ اور جہان کی ہر چیز نے اُس دن مدینہ کے نور سے حصہ لیا۔

۴۔ امام قسطلانی رح کہتے ہیں۔ ہم ربیع الآخر ۸۹۲ھ میں مدینہ منورہ کی زیارت کو چلے جب ہم احد پہاڑ کے قریب پہنچے مدینہ شریف سے تین میل دور تھے۔ فبرقت لوامع الانوار (مدینہ کے انوار کی روشنی چمکی) امام قسطلانی رح وہاں پکار اُٹھے۔

اتیتک زائرا وودت اِنی ∴ جعلت سواد عینی امتطیہ
ومالی لا اسیر علی الماٰقی ∴ اِلی قبر رسول اللّٰہ فیہ!

ترجمہ:۔ مَیں آپ کے پاس زیارت کے لئے آیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ مَیں آنکھوں کے بل چل کر حاضری دوں۔ اور میں کیوں نہ اُس قبرِ انوار کی طرف آنکھوں کے بل چلوں جس میں رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ہیں (مواہب معہ زرقانی

جلد ۸ ص ۳۱۷ سبحان اللہ۔ علمائے سلف عشاقِ رسول کے سینہ میں مدینہ کی یہ تڑپ تھی۔ اور آج کل کے مولوی مدینہ شریف کی طرف سفر کرنا شرک سمجھتے ہیں اور ایسے مسافر کو مشرک کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

خوشبوئے نورؐ

خوشبو کی طرح سایہ کو دیکھا نہ کسی نے!
پھولوں کی فضا ہے قدرِ عنائے محمدؐ

۱۔ ابو جحیفہؓ کہتے ہیں ایک دفعہ دوپہر کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بطحا کی طرف تشریف لے گئے۔ پھر وضو فرمایا۔ نماز ظہر پھر عصر پڑھی۔ لوگ آپؐ کے ہاتھوں مبارک کو پکڑنے اور اپنے موہوں پر ملنے لگتے۔ میں نے بھی آپؐ جناب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے منہ پر رکھا۔ فاذا ھی ابرد من الثلج واطیب رائحۃ من المسک (بخاری جلد ا ص ۵۰۲)

ترجمہ:۔ آپ کا ہاتھ مبارک برف سے ٹھنڈا اور کستوری سے بڑھکر خوشبودار تھا۔

۲۔ بخاری شریف جلد ا ص ۵۰۳ میں ہے عن انسؓ قال ما مست حریرا ولا دیباجا الین من کف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت ریحا قط اطیب من ریح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلیوں سے زیادہ نرم و ملائم کوئی ریشم نہیں دیکھا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشبو سے زیادہ تیز کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ آپ کے

بدنِ اطہر سے تیز خوشبو آتی)

۳۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ اپنے نعمت کدہ (گھر) کی طرف تشریف لائے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں چھوٹے بچے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے رخساروں کو ہاتھ مبارک لگاتے جاتے (شفقت و محبت سے) پھر بڑی شفقت و محبت سے میرے گالوں پر بھی ہاتھ مبارک لگایا۔ فوجدت لیدہ بردا وریحا کانما اخرجھما من جونۃ عطار (صحیح مسلم جلد ۲ صـ۲۵۶) یعنی میں نے آپ کے ہاتھ مبارک کو نہایت مزیدار ٹھنڈا اور خوشبو دار پایا گویا کہ عطار کی عطر والی ڈبیا سے انہیں بھگو کر نکالا گیا ہے۔

۴۔ صحیح مسلم جلد ۲ صـ۲۵۷ میں ہے۔ عن انسؓ قال ما شممت عنبرا قط ولا مسکا ولا شیئا الطیب من ریح رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کسی عنبر اور کسی کستوری کو نہیں سونگھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار ہو (یعنی آپکی خوشبو ان سے تیز تر تھی)

۵۔ صحیح مسلم جلد ۲ صـ۲۵۷ میں ہے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک بار حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ اور قیلولہ (دوپہر کا خواب) فرمایا۔ پسینہ مبارک چہرۂ انور پر بہ رہا تھا۔ میری ماں ام سلیمؓ نے ایک شیشی لی۔ اور پسینہ اتار اتار کر اس میں ڈالنے لگی۔ آپ جاگ پڑے۔ فرمایا۔ ام سلیمؓ یہ کیا کرتی ہے قالت ھذا عرقک نجعلہ فی طیبنا وھو من الطیب الطیب (عرض کیا۔ یہ آپ کا پسینہ مبارک ہم خوشبو کے طور پر استعمال کرینگے اور یہ ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے)

فائدہ:- ام سلیمؓ آپکی رضاعی خالہ تھیں۔ لہذا محرم تھیں (نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۵۰)

۶- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۷ میں ہے۔ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسلک طریقا فیتبعہ احد الا عرف انہ قد سلکہ من طیب عرفہ رواہ الدارمی۔

ترجمہ:- جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستہ میں سے تشریف لیجاتے تو آپ کے پیچھے چلنے والا آپ کی خوشبو سے پہچان جاتا کہ آپ اسی راستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔

۷- احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ میں امام غزالیؒ نے نقل کیا وکان عرقہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ کاللؤلؤ واطیب من المسک۔

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پاک پر پسینہ مبارک چمکیلے موتیوں کی طرح نظر آتا اور کستوری سے تیز خوشبودار تھا۔

۸- علامہ قاضی عیاض محدث مالکی نے کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۴۴ میں نقل کیا کان کفہ کف عطار لیصافحہ المصافح فیظل یومہ یجد ریحہا۔

ترجمہ:- پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی عطار کی ہتھیلی کی طرح تھی (عطار کی ہتھیلی خوشبو میں بسی رہتی ہے استعمال عطر سے) جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا سارا دن اسکے ہاتھ سے خوشبو آتی رہتی۔

۹- امام سیوطی نے خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱ میں حدیث لکھی ہے۔ عن وائل بن حجر قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدلو من ماء فشرب من الدلو ثم صب فی البئر ففاح منہا مثل رائحۃ المسک اخرج احمد وابن ماجۃ والبیہقی۔

ترجمہ:- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا

ایک ڈول لایا گیا۔ آپؐ نے اس ڈول سے پانی پیا۔ پھر وہ ڈول ایک کوئیں میں ڈالا گیا تو اُس کنوئیں سے کستوری کی مثل خوشبو آنے لگی۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبلؒ ابن ماجہ۔ امام بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ عن انس قال کنا نعرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل بطیب ریحہ۔

ترجمہ :۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لاتے تو ہم آپکی خوشبو سے معلوم کر لیتے کہ تشریف لا رہے ہیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد ا صـ۶۷)

۱۱۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مر فی طریق من طرق المدینۃ وجد وا منہ رائحۃ الطیب وقالوا مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا الطریق۔

ترجمہ :۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پاک کے کسی راستہ سے تشریف لیجاتے۔ تو صحابہ آپؐ کی خوشبو پاکر کہتے کہ آپ اس راستہ پر گذرے ہیں۔ (نسیم الریاض جلد ا صـ۳۴۶)

۱۲۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ صـ۶۷ میں ہے۔ عن ابراہیم النخعی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعرف بالیل بریح الطیب۔

ترجمہ :۔ ابراہیم نخعی سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو کہیں سے گذرتے تو خوشبو سے پہچان لئے جاتے۔

۱۳۔ مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ صـ۲۲۵ میں ہے۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجھا وانورھم لونا وکان عرقہ فی

وجهه مثل اللؤلؤ والطيب من المسك الاذفر۔

ترجمہ :۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوشنما چہرا اور سب سے زیادہ نورانی بدن تھے۔ اور آپ کے چہرہ اقدس پر پسینہ مانند موتیوں کے چمک مارتا اور یہ پسینہ مبارک تیز کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

۱۴۱۔ عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الغائط دخلت فی اثرہ فلا اری شیئا الا کنت اشم رائحۃ الطیب فذکرت ذالک لہ فقال اما علمت ان اجسادنا تنبت علی ارواح اھل الجنۃ فما خرج منھا من شیئ ابتلعتہ الارض۔

ترجمہ :۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضروری حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جایا کرتے ہیں آپ کے باہر آنے کے بعد جب بھی آپ کے پیچھے جاکر دیکھتی تو میں وہاں کوئی چیز نہ دیکھتی لیکن وہاں میں نہایت عمدہ خوشبو پاتی جسے میں سونگھتی۔ میں نے اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی ہمارے جسم اہل جنت کے ارواح کی طرح ہیں (یعنی خوشبودار اور جنت میں پاخانہ وپیشاب خارج نہ ہوگا۔ پس آپ کے جسم منیر سے جو چیز خارج ہوتی اسے زمین کھا جاتی۔

فائدہ :۔ بیہقی نے اس حدیث کو ابن علوان کے موضوعات سے کہا ہے مگر علامہ سیوطی کہتے ہیں۔ کلا لیس کما قال فان الحدیث لہ طریق آخر (ہرگز ایسا نہیں جیسا کہ بیہقی نے کہا۔ بیشک اس حدیث کے اور بھی طریق اسناد ہیں) آخر پر علامہ سیوطی

نے اس حدیث کے کئی طریقے یہاں درج کئے - اور ایک طریق جو دارقطنی نے روایت کیا ہے اُسے لکھ کر سیوطی کہتے ہیں - ھذا الطریق اقوی طرق الحدیث (یہ طریقہ اسناد سب طریقوں سے قوی ہے - دیکھو۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص۱۰۷) اور اس حدیث کو ابن سعد نے بھی طبقات میں روایت کیا علامہ زرقانی کہتے ہیں رجالہ ثقات الا محمد بن زادان المدنی فمتروک کما فی التقریب لکن لہ شواھد

ترجمہ:- اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں سوائے محمد بن زادان کے تقریب میں اُسے متروک کہا لیکن اس حدیث کے اور شواہد (گواہ) موجود ہیں" لمبی بحث کے بعد اس حدیث کو زرقانی نے ثابت کیا ہے کہ موضوع نہیں۔ ضعیف ہو تو ہو۔ مگر ضعیف حدیث فضائل میں محدثین کے ہاں قابل قبول ہے - اور اس کا ترک اچھا نہیں (زرقانی جلد ۴ ص۲۲۷)

نیز:- علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۱ ص۳۵۳ میں اسی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں (قال ابن دحیۃ سندہ ثابت وھوا قوی ما فی ھذا الباب (ابن دحیہ کہتے ہیں اس کی سند ثابت (مضبوط) ہے اور اس باب میں وہ سند زیادہ قوی ہے -

نیز:- امام مناوی شرح شمائل مصری جلد ۲ ص۲ میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں - بیہقی نے جو اس حدیث کو موضوع کہا - فقول البیھقی ھذا من موضوعات الحسن بن علوان لا ینبغی ذکرہ ففی الاحادیث الصحیحۃ المشھورۃ فی معجزاتہ ان الحکم علیہ بالوضع خاص بتلک الطریق دون بقیۃ الطرق او علی انہ لم یطلع علی تلک الطرق -

ترجمہ :- بیہقی کا یہ قول کہ یہ حدیث حسن بن علوان کے موضوعات سے ہے۔ اس قول کا ذکر و پرواہ نہ کی جائے۔ یہ حدیث آپؐ کے معجزات کی مشہور صحیح احادیث سے ہے اور اس پر وضع کا حکم (جو بیہقی نے لگایا) خاص اسی طریق سند پر ہوگا۔ (جو بیہقی کے ہاں ہے) سوائے باقی طریقوں کے یا یہ کہ بیہقی کو باقی اسناد کے طریقوں پر اطلاع نہ ملی ہوگی۔

نیز- علامہ زرقانی کہتے ہیں۔ اس کی شاہد ایک دوسری حدیث ہے کہ ایک صحابی نے آپؐ کو حاجت رفع میں دیکھا۔ وہ حدیث یہ ہے۔

۱۵- شرح شفا علی قاری محدث حنفی مطبوعہ مصر جلد ا ص ۳۶۰ میں حدیث شریف میں ہے۔ ان رجلا قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابعد فی المذھب فلما خرج نظرت فلم ار شیئا ورایت فی ذالک الموضع الثلاثة الاحجار اللاتی استنجی بھن فاخذ تھن فاذا بھن یفوح منھن روائح المسك فکنت اذا جئت یوم الجمعة المسجد اخذ تھن فی کمی فتغلب رائحتھن روائح من تطیب وتعطر۔

ترجمہ :- ایک مرد نے کہا میں نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا راستہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ (یعنی حاجت رفع کیلئے) جب آپؐ وہاں سے نکلے میں نے وہاں جا کر دیکھا تو کوئی شے وہاں نہ تھی سوائے اس کے کہ تین پتھر پڑے تھے۔ جن سے آپؐ نے استنجا فرمایا۔ میں نے ان پتھروں کو پکڑا تو ان سے کستوری کی مثل خوشبو آرہی تھی۔ میں گھر لے آیا۔ جب جمعہ کا دن ہوتا میں انہیں اپنی آستین میں چھپا کر مسجد میں لے جاتا۔ تو جو شخص بھی خوشبو دار عطر لگا کر آیا ہوتا۔ ان پتھروں کی خوشبو سب پر غالب آجاتی۔

KAVUTSR QPON NLKJIH GFEDCBA

۱۶۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۷ نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۴۶ میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ایک مرد پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی کی شادی شروع کی ہے آپ میری مدد فرمائیں۔ فرمایا میرے پاس اس وقت کوئی چیز نہیں۔ اچھا ایک کھلے منہ والی شیشی لے آ۔ اور ایک چھوٹی لکڑی وہ لے کر آگیا۔ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسلت العرق من ذراعیہ حتی امتلأت القارورۃ (آپ دونوں بازوؤں سے پسینہ مبارک پونچھ کر شیشی میں ڈالتے چلے نے شیشی بھر گئی) فرمایا لے اسے لے جا۔ اپنی بیٹی کو کہہ۔ کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈال کر اس خوشبو کو اپنے بدن پر لگایا کرے۔ فکانت اذا تطیبت یشم اہل المدینۃ رائحۃ ذالک الطیب فسمو بیت المطیبین (جب وہ لڑکی اس شیشی سے اپنے بدن پر خوشبو لگاتی تو تمام مدینہ شہر میں خوشبو پھیل جاتی اور لوگ سونگھتے معلوم کر لیتے۔ پس اس گھر کا نام لوگوں نے خوشبو والوں کا گھر رکھ دیا۔

۱۷۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۷ میں ہے۔ اخرج الدارمی عن رجل من بنی حریش قال ضمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ فسال علی من عرق ابطہ مثل ریح المسک۔

ترجمہ:۔ دارمی نے روایت کیا کہ قبیلہ بنی حریش کے ایک مرد نے ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے بدن مبارک سے چمٹایا گلے لگایا معانقہ فرمایا۔ آپ کی بغل مبارک سے پسینہ مجھ پر ٹپکا۔ ایسا کہ کستوری کی مانند خوشبودار تھا۔

۱۸۔ خصائص جلد ۱ ص ۶۸ میں ہے۔ عن معاذ بن جبل قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادن منی فدنوت منہ فما شممت مسکا ولا عنبرا اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا۔ فرمایا میرے نزدیک آ۔ میں آپ کے نزدیک ہوا (ایسی خوشبو بدن اطہر سے اُٹھی) میں نے کوئی کستوری۔ کوئی عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

۱۹۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷ میں ہے۔ عن یزید بن الاسود قال ناولنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فاذا ھی ابرد من الثلج واطیب ریحا من المسک

ترجمہ:۔ یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا۔ برف سے زیادہ سرد اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۲۰۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷ میں ہے۔ عن علی قال لہ صلی اللہ علیہ وسلم شعرات ما بین لبتہ الی سدرتہ یجری کالقضیب لم یکن علی بطنہ ولا علی ظہرہ شعرات غیرھا یفوح منہ ریح المسک۔

ترجمہ:۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے سے سینہ (ناف) تک بالوں کی ایک دھاری تھی۔ لکیر تھی۔ باقی شکم مبارک اور پیٹھ مبارک پر بال نہیں تھے۔ اور ان بالوں سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی تھی۔

۲۱ - کتاب الشفا فی حقوق المصطفےٰ مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۱۲۵ میں علامہ قاضی عیاض نے حدیث نقل کی ہے۔ کہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی تھے۔ اُن کی چار بیویاں تھیں۔ ہر ایک اعلیٰ خوشبو اپنے پاس رکھتی اور اپنے بدن کو لگاتی اور عتبہؓ اگرچہ خوشبو کا استعمال نہ کرتے۔ مگر اُن کے وجود سے بہت زیادہ خوشبو آیا کرتی۔ ایک دن بیویوں نے پوچھا۔ اے عتبہؓ! تیرے بدن سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ ہماری خوشبوئیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ عتبہؓ نے کہا۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مجھے شری کی بیماری ہو گئی (سُرخ پھنسیاں) میں نے حضور عالی میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ فرمایا اپنا بدن ننگا کر۔ میں نے اپنا ستر ڈھانپ لیا۔ اور سب کپڑے اتار کر تمام بدن کو ننگا کر دیا۔ فنفث فی یدہ ثم وضع یدہ علی ظہری وبطنی فعبق بی ھذا الطیب من یومئذ (اس کا ترجمہ خوشبو صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک میں پھونکا دم کیا پھر اپنے نورانی ہاتھ کو میری پیٹھ اور پیٹ پر پھیر دیا۔ اس دن سے میرے بدن میں یہ خوشبو بس گئی ہے) اس حدیث کو طبرانی بیہقی نے روایت کیا۔

۲۲ - خصائص الکبریٰ جلد ۲ صـ۸۴ میں روایت موجود ہے۔ عن وائل بن حجر قال کنت اصافح النبی صلی اللہ علیہ وسلم او یمس جلدی جلدہ فاعرف فی یدی بعد ثالثۃ الطیب من المسک۔

ترجمہ:- وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تھا۔ یا میرا بدن آپ کے بدن معطر سے چھو جاتا تو میں تین دن تک اپنے ہاتھ سے خوشبو سونگھتا رہتا۔ اور وہ خوشبو کستوری و نافہ کی خوشبو سے بڑھ کر

ہوتی -

۲۳ - کتاب الشفا مصری جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ میں نیز ابن ماجہ - ابو داؤد میں یہ حدیث موجود ہے - غسل علیؓ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان یقول وھو یغسلہ بابی انت وامی طبت حیا ومیتا وقال سطعت منہ ریح طیبۃ لم یجد وا مثلھا قط -

ترجمہ :- جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپؐ کو غسل دیا - جناب علیؓ غسل دے رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے - میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ زندگی میں اور وفات میں ہر حالت میں خوشبودار ہیں - اور مولا علیؓ نے فرمایا اس وقت ایسی تیز خوشبو آپؐ کے بدن اطہر سے اٹھی کہ مدینہ والوں نے کبھی ایسی خوشبو نہ پائی ایک روایت میں ہے کہ جناب علیؓ نے آپؐ کے پیٹ کو نرم نرم ملا کچھ چیز باہر آئی - اس سے ایسی تیز خوشبو اٹھی کہ سارا مدینہ مہک گیا - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

۲۴ - زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۷۷ میں ایک حدیث نقل ہے - عن عائشۃ صدیقہ رضی اللہ عنھا قالت قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین سحری ونحری فلما خرجت نفسہ لم اجد ریحا قط اطیب منھا رواہ البزار واحمد والحاکم بسند صحیح -

ترجمہ :- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں - جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض ہوئی - اس وقت آپؐ میری گود میں میرے گلے کے ساتھ سر مبارک لگائے تھے - جس وقت آپؐ کی روح اطہر رخصت ہوئی - ایسی خوشبو اٹھی - کہ میں نے کبھی ایسی تیز خوشبو نہ پائی - اس حدیث کو بزارؒ - احمدؒ - اور حاکمؒ نے صحیح سند سے روایت کیا -

۲۵ - کتاب الشفا جلد ۱ صفحہ ۳۵ میں ایک حدیث بھی نقل ہے۔ ان ابابکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وقالہ ما الیبک حیا وما الیبک میتا۔

ترجمہ:- پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بوسہ دیا۔ اور کہا۔ اے پیارے تو زندگی میں بھی کیا ہی خوشبودار تھا۔ اور حالتِ انتقال میں بھی کیسا ہی خوشبودار ہے۔ (گویا آپ کی حیات و ممات کی حالت برابر ہے کوئی فرق نہیں)

۲۶ - شرح شفا ملا علی قاری مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۳۵۱ میں ہے۔ عن ام سلمہؓ قالت وضعت یدی علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم مات فمرّ بی جمع اکل واتوضاء مایذھب ریح المسک من یدی۔

ترجمہ:- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انتقال فرمایا میں نے آپ کے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا کئی جمعے گزر گئے میں ہاتھ دھو کر روٹی بھی کھاتی رہی اور وضو بھی کرتی رہی باوجود ہر روز کئی بار ہاتھ دھونے کے میرے ہاتھوں سے خوشبو نہ گئی۔

۲۷ - کتاب الشفا میں علامہ قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ وفی روایۃ ویضع یدہ علی رأس الصبی فیعرف من بین الصبیان بریحھا (شفا جلد ۱ صفحہ ۳۴۸)

ترجمہ:- ایک روایت میں ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی بچے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیر دیتے تو وہ بچہ سارے بچوں میں اس خوشبو سے پہچان لیا جاتا یعنی انوکھا معلوم ہوتا۔

۲۸ - امام سہیلیؒ نے روض الانف مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۰۶ میں آپ کے دادا

عبدالمطلب کا یہ شعر نقل کیا ہے ؎

الحمد للہ الذی اعطانی ! ٭ ھٰذا الغلام الطیب الاردان

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا بیٹا عطا کیا۔ جو اردن علاقہ کی خوشبو ہے (خوشبودار بیٹا عطا کیا)

۲۹۔ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵۲ میں ایک اور حدیث ہے۔ عن جابر قال ارد فنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ فالتقمت خاتم النبوۃ بفمی فکان ینم علی مسکا۔

ترجمہ :- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے سواری میں اپنے پیچھے بٹھایا میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا۔ گویا میں کستوری جیسی خوشبو سونگھ رہا تھا۔

۳۰۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے۔ کہ گلاب کا پھول حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ اس حدیث پر امام قسطلانیؒ۔ علامہ زرقانیؒ۔ ابن حجر عسقلانیؒ۔ امام سخاویؒ۔ امام نوویؒ۔ ابن عساکرؒ وغیرہ محدثین نے اعتبار نہیں کیا ہے۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۶ میں دیکھو۔

لیکن حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی علیہ الرحمۃ جو لاہور کے جلیل الشان اولیاء میں سے ہیں۔ اپنی کتاب گلدستہ باغ ارم صفحہ ۲ میں نقل کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود شریف نہ پڑھا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ بزرگان دین میں سے ایک صاحب اس حدیث کے صحیح ہونے میں شک رکھتے تھے۔ کہ یہ پھول آپ کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے ایک روز خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ دور سے آرہے ہیں پسینہ

مبارک چہرا پر جاری ہے۔ آپؐ نے پسینہ مبارک کو زمین پر گرایا۔ جب وہ بزرگ خواب سے اُٹھے۔ تو دیکھا جس جگہ زمین پر سرکارِ والا تبار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پسینہ مبارک گرایا تھا۔ وہاں گلاب کے پھول پڑے ہیں۔" شاہ ابوالمعالیؒ لاہوری آگے لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ کے بہت آدمیوں نے وہ پھول دیکھے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۳۱ ۔ زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۱۵ میں ہے۔ القبر قد حوی جسمہ الشریف علیہ الصلوٰۃ والسلام الذی ھو اطیب الطیب۔

ترجمہ:۔ جس قبر اطہر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم انور ہے۔ اُس قبر کی خوشبو سب خوشبوؤں سے زیادہ ہے۔

فائدہ:۔ کیوں نہ ہو جبکہ آپؐ کی محبت رکھنے والے اور آپؐ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی قبر سے خوشبو آتی ہے، تو آپؐ کی قبرِ انور سے بدرجہ اولیٰ آنی چاہیئے چنانچہ زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ میں روایت موجود ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال اخذت قبضۃ من تراب سعد بن معاذ فوجدت منہ ریح المسک۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت سعد بن معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو میں نے اُس سے کستوری جیسی خوشبو پائی۔

تنبیہ:۔ اللہ والوں کی قبروں سے اللہ والوں کو خوشبو آیا کرتی ہے۔ اسی لئے اہل اللہ کی قبور پر زائرین کا آنا جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔ زائرین وہاں سے فیض رُوحانی اور مزہ و حظ حاصل کرتے ہیں۔ منکرین اس نعمت سے

بھی محروم ہیں۔ کتنے کہ قبروں والے مُردہ ہیں۔ مر کر مٹی ہو گئے ہیں۔ نہ کسی کی سُنتے ہیں نہ سُناتے ہیں۔ نہ ان سے کچھ نفع ہے نہ نقصان۔ مگر یہ عقیدہ جمہور علمائے اُمّت اور اولیائے عظام کے خلاف ہے۔ اہلِ قبور اولیاء سے سب کچھ ملتا ہے۔ اجلّہ محدثین اور جلیل القدر اولیاء کی کتابیں پڑھو۔

۲۲۲ - حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خون مبارک پیا۔ وجاء انہ لما شرب دمہ صلی اللہ علیہ وسلم تضوع فمہ مسکا وبقیت رائحتہ موجودۃ فی فمہ الی ان صلب بعد قتلہ سنۃ ثلاث وسبعین

ترجمہ:- حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ عبداللہ بن زبیر نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا۔ تو اس کے منہ سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی۔ اور یہ خوشبو اس کے منہ سے ساری عمر تک رہی۔ یہاں تک کہ ۷۳ھ میں شہید ہو کر سولی پر لٹکائے گئے (زرقانی جلد ۷ ص ۲۲۱)

۲۲۳ - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وجود اطہر کو قبر میں دفن کر رہے تھے۔ تو سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی لختِ جگر تشریف لائیں اور فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے دل کس طرح پسند کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈال رہے ہو۔ پھر سیدہ طاہرہ نے قبر پاک سے مٹی لیکر آنکھوں پر رکھی اور فرمایا ؎

ماذا علی من شم تربۃ احمد ؛ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

ترجمہ:- جس شخص نے پیارے نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی کو سونگھ لیا اب وہ ہمیشہ تک کسی دوسری خوشبو کو نہ سونگھے تو عجب نہیں (زرقانی جلد ۸ ص ۲۹۳)

۳۴ - زرقانی جلد ۷، ص ۲۸۵ میں حضرت حسانؓ صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام درج ہے

فبورکت یا قبر الرسول وبورکت ⁂ بلاد ثوی فیها الرشید المسدد
وبورک لحد منک فمن طیبا ⁂ علیه بناء من صفیح منضد

ترجمہ :- اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک تجھے برکت دی گئی اور اس ولائیت کو برکت دی گئی جس میں پیارا اور ایسا نورانی ہادی کامل رہتا ہے اور اس لحد کو برکت دی گئی جس میں پیارا خوشبودار وجود ہے اور اس پر مبارک و مضبوط پتھروں کا قبہ بنایا گیا ہے۔

۳۵ - علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۸ ص ۳۱۶ میں حضرت شیخ ابوالعباسؒ کا شعر نقل کیا ہے

نسیم قبر النبی المصطفیٰ لهم ⁂ روح اذا انشر وامن ذکرہ فلها

ترجمہ :- نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی ہوا خوشبودار ان کے لئے باغات کی ہوا ہے۔ جب وہاں آپ کے ذکر کی خوشبو بکھیرتے ہیں۔
اس کے بعد علامہ زرقانی لکھتے ہیں ای اذا ذکر واشمائلہ ومعجزاته شیئا فاحت رائحتها (یعنی آپؐ کے اوصاف اور معجزات کا ذکر ہوتا ہے تو اس ذکر سے خوشبو ہوا میں بس جاتی ہے)

فائدہ :- مسلمانو! اپنے گھروں میں حضورؐ کے پیارے ذکر کی محفلیں منعقد کیا کرو۔ تاکہ تمہارے گھر بھی خوشبودار ہو جائیں۔ محفلِ میلاد پاک، مجلس گیارھویں شریف بابرکت کام ہیں، رحمتِ حق نازل ہوتی ہے۔

۳۶ - زرقانی جلد ۷، ص ۳۰۶ میں ہے۔ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے روضۂ اطہر پر آکر لپٹ گیا اور یہ شعر پڑھے ؎

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ ✧ فطاب من طیبھن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ ✧ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

ترجمہ :- اے وہ بہتر ذاتِ پاک کہ آپ کا وجود اطہر اس پست زمین میں دفن ہے اور آپ کے وجود کی خوشبو سے پستی اور بلندی سب معطر ہو رہی ہے۔ میری جان اس قبر انور پر قربان کہ آپ اس میں ساکن ہیں۔ اس میں پوری ستھرائی اور جودو کرم ہے (قبر سے فیض سخاوت جاری ہے) امام قسطلانی یہ اشعار نقل کر کے لکھتے ہیں۔ کہ وہ اعرابی قبر شریف کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہا اے اللہ تو نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا وھذا حبیبك وانا عبدك فاعتقنی من النار بقبر حبیبك فھتف بہ ھاتف یاھذا تسأل العتق لك وحدك ھلا سألت العتق لجمیع الخلق اذھب فقد اعتقناك من النار۔

ترجمہ :- الٰہی یہ تیرے حبیب ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میں تیرا بندہ ہوں اپنے حبیب پاک کی قبر انور کا صدقہ مجھے دوزخ سے آزاد کر دے۔ ہاتف نے غیب سے آواز دی اے شخص تو نے صرف اپنے اکیلے کیلئے آزادیٔ دوزخ مانگی۔ کیوں نہیں تو نے ساری خلقت کی آزادی کا سوال کیا۔ جا تجھے ہم نے دوزخ کی آگ سے آزاد کیا اور علامہ زرقانی یہاں لکھتے ہیں۔ کہ اس روایت کے راوی محمد بن حراب کا بیان ہے۔ (جس نے اعرابی کو ایسا کہتے دیکھا) کہ میں رات کو سویا تو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے جلوہ افروز تھے۔ اور آپ نے فرمایا الحق الاعرابی وبشرہ بان اللہ قد غفر لہ بشفاعتی (اعرابی کے پاس جا۔ اسے بشارت دے کہ

اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ بخش دیئے)

فائدہ :- دیکھا آپؐ کے روضۂ اطہر سے عشاق کیلئے تاقیامت فیض جاری ہے ابن تیمیہ اور اس کے تابعداروں کیلئے وہاں کچھ نہیں۔ یہ بیچارے اِس فیضِ روحانی سے محروم ہیں ان کے ہاں تو وہاں جاکر مانگنا شرک ہے۔ اُدھر کا سفر کرنا شرک ہے ادھر منہ کرنا شرک ہے وہاں مانگنے والا مشرک ہے نجدی کے ہاں آپؐ کا روضۂ انور صنم اکبر (بڑا بت) ہے نعوذ باللہ منہا۔

۷۷ - امام شرف الدین بوصیریؒ کے مشہور قصیدہ بردہ کا شعر بھی سنتے جایئے ۔

لا طیب یعدل تربا ضم اعظمہ ⁘ طوبیٰ لمنتشق منہ وملتثم

ترجمہ :- کوئی خوشبو اس مٹی کی خوشبو کے برابر نہیں جس سے آپؐ کا بدن اطہر لگا ہوا ہے اس قبر کے سونگھنے والے کو بشارت ہو اور چومنے والے کو خوشخبری ہو۔

فائدہ :- علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۸ صـ ۳۱۵ میں مذکورہ بالا شعر کی شرح لکھتے ہوئے اور قبر انور کو چومنے کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ امام قسطلانیؒ نے قبر اطہر کو چومنا مکروہ لکھا ہے۔ الا لقصد تبرک فلا کراھۃ اعتمدہ الرملی (لیکن برکت لینے کے ارادہ سے ہو تو کوئی مکروہ نہیں۔ علامہ رملی نے ایسا ہی بیان کیا ہے) اس سے ثابت ہوا۔ کہ اہل اللہ کی قبور کو بوسہ دینا حرام نہیں زیادہ سے زیادہ مکروہ کہہ سکتے ہیں لیکن علامہ زرقانی اور علامہ رملی نے اس کراہت کو بھی اڑا دیا۔ اور علامہ شہاب خفاجی محدث مالکی نسیم الریاض جلد ۳ صـ ۵۲۴ میں فرماتے ہیں۔ تقبیلہ والصاق صدرہ بکرہ وھذا امر غیر مجمع علیہ ولذا قال احمد و الطبری لا باس بتقبیلہ والتزام وروی ان ابا ایوب الانصاری الصحابی کان یلتزم القبر الشریف۔

ترجمہ: قبر رسول کا چومنا اور اس سے سینہ چمٹانا مکروہ ہے (بعض کے ہاں) اور یہ امر (مسئلہ) ایسا ہے (یعنی کراہت کا) اس پر علماء کا اجماع نہیں (یعنی اجماع چومنے پر ہے) اسی واسطے حضرت امام احمدؒ بن حنبل اور امام ابن جریرؒ الطبری نے فرمایا کہ قبر کے چومنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ چمٹانے سے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری صحابی رضی اللہ عنہ آپؐ کی قبر سے چمٹے رہتے تھے۔

نیز۔ عینی شرح بخاری جلد ۴ ص۶۰۷ اور فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص۱۱۵ میں علامہ عینی اور علامہ ابن حجر ہر دو محدث جو دنیا بھر میں شہرۂ آفاق ہیں لکھتے ہیں نقل عن ابن الصیف الیمانی احد علماء مکۃ من الشافعیۃ جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین (ابن صیف الیمانی جو علماء مکہ سے مفتی و محدث شافعی گذرے ہیں اُن سے نقل ہے کہ قرآن مجید اور احادیث شریف کی کتب اور صالحین کی قبروں کا چومنا جائز ہے)

نیز۔ علامہ حافظ ابن حجر ہیثمی مکی جوہر المنظم ص۸۰ میں لکھتے ہیں۔ وبجواز تقبیل القبر الشریف ومسہ وعلیہ عمل العلماء الصالحین (قبر شریف کو چومنا۔ ہاتھ لگانا چمٹنا جائز ہے۔ اس پر صالحین علماء کا عمل ہے)

نیز۔ امام جلیل حافظ جلال الدین سیوطیؒ کتاب توشیح میں لکھتے ہیں۔ واستنبط العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین (عارف ربانی علماء نے حجر اسود کے چومنے سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ صالحین اولیاء اللہ کی قبروں کا چومنا بھی درست ہے) یہ ہے اُمت کے جلیل الشان محدثین اور مفتیین کا فتویٰ۔

سَایۂ نُورؐ

تُو ہے سَایۂ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایۂ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایۂ نور کا

چونکہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وجودِ پاک نور ہی نور تھا۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا آپ کے جسم انور کا سایہ نہ تھا۔ سایہ نہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ آپ نور تھے لیکن منکرین چونکہ آپؐ کو نور نہیں جانتے۔ لہٰذا اس صفت سے بھی انکاری ہیں کہ آپؐ کا سایہ نہ تھا۔ لیکن آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اور اجلہ محدثین نے اس حدیث پر اعتبار کیا ہے اور آپؐ کی اس صفت کو اپنی سیرت کی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

۱۔ امام جلیل حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص۶۸ میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع من خصائصہ ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظلّ ویشھد لہ حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا۔

ترجمہ:۔ حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ نہ سورج میں نہ چاند میں۔ محدّث اجل ابن سبعؒ نے کہا کہ یہ آپؐ کی خصوصیتوں سے ہے۔ کہ آپؐ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ آپؐ نور تھے۔

اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوپ یا چاندنی میں چلے آپ کا سایہ نہیں دیکھا گیا۔ اور اس بات کی وہ حدیث بھی شاہد ہے۔ کہ آپ نے اپنی دعا میں فرمایا۔ اللھم اجعلنی نورا (اے اللہ مجھے نور بنا دے) پس آپ کی دعا منظور ہو کر آپ نور ہی نور ہو چکے تو۔ نور کا سایہ نہیں۔

۲۔ علامہ شہاب خفاجی محدث مالکی نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ میں ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔ روی ابن الجوزی فی کتاب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ ضوءھا ولا مع سراج الا غلب ضوءہ ضوءہ وقد نطق القرآن بانہ النور المبین فان فھمت فھو نور علی نور۔

ترجمہ:۔ ابن جوزی محدث نے کتاب الوفا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ سورج کے روبرو کھڑے ہوتے تو آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آجاتا اور جب چراغ کے سامنے آتے تو آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب آجاتا اور قرآن مجید میں بھی آپ کو نور مبین کہا گیا۔ بس تو سمجھ لے کہ آپ نور علی نور تھے۔ اس کے بعد علامہ شہاب خفاجی نے یہ رباعی لکھی ہے۔

ما جری ظل احمد اذیال ❊ فی الارض کرامۃ کما قد قالوا

ھذا عجب وکم بہ من عجب ❊ والناس بظلہ جمیعا قالوا

ترجمہ:۔ (احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ تھا) آپ کے سایہ پر کسی کا دامن (یا پاؤں) زمین پر نہیں آیا۔ یہ آپ کی بزرگی وعزت ہے جیسا کہ علماء نے کہا اور

یہ عجب شان ہے اور نہایت عجب بات یہ ہے۔ کہ باوجود سایہ نہ ہونے کے تمام لوگ آپؐ کے سایہ میں ہیں۔

۳۔ اسی کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۸۴ میں ہے۔ ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذباب کان لایقع علی جسدہ ولاثیابہ لان ذاتہ صلی اللہ علیہ وسلم نور وکذا ورد انہ لم یکن لہ ظل۔

ترجمہ:۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیلوں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپؐ کے جسم اطہر پر نہ بیٹھتی تھی۔ اور نہ آپؐ کے کپڑوں پر۔ کیونکہ آپؐ کی ذاتِ پاک نور تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ آپؐ کا سایہ نہ تھا۔ ھکذا اوردہ فی تفسیر المدارک فی سورۃ النور۔

فائدہ:۔ علامہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ آپؐ کی صفت کہ سایہ نہ ہونا بھی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ پس جو نبوت کی کسی ایک دلیل کا انکاری ہو اس کا اسلام کیسا اور آپؐ کی نبوت پر ایمان کی کیا شان۔

۴۔ علامہ قاضی عیاضؒ محدث مالکی کتاب الشفا جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ میں فرماتے ہیں۔ ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ماذکرہ ابن سبع من انہ لاظل لشخصہ فی شمس ولاقمر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان نورا۔

ترجمہ:۔ آپؐ کی نبوت کے دلائل سے یہ بھی ایک دلیل ہے۔ جس کا ذکر محدث جلیل ابن سبعؒ نے کیا کہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کا سایہ نہ تھا۔ نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے) پس آپؐ کی اس دلیل نبوت کا انکاری جان لیجئے کہ آپؐ کی نبوت پر پورا مومن نہیں۔

۵ - امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں یوں لکھتے ہیں - ولم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وقال ابن سبع فی شفاء الصدور کان صلی اللہ علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظھر لہ ظل -

ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا - نہ سورج میں نہ چاند میں حکیم ترمذی نے اس حدیث کو ذکوان سے روایت کیا - اور محدث ابن سبع نے اپنی کتاب شفاء الصدور میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور تھے - جب سورج اور چاند کے روبرو چلتے آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا -

۶ - علامہ اجل زرقانی کتاب زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۲۲ میں کہتے ہیں اور اسی حدیث کی شرح لکھتے ہیں - لانہ کان نوراً وقال رزین لغلبۃ انوارہ وحکمۃ ذالک صیانۃ عن ان یطأ کافر علی ظلہ -

ترجمہ :- (آپ کا سایہ نہ تھا) کیونکہ آپ نور تھے - اور امام رزین (جو حدیث کے امام ہیں) نے کہا غلبۂ انوار کی وجہ سے سایہ نہ تھا - اور اس میں یہ حکمت بھی کہتے ہیں - کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وحفاظت ہے - کہ آپ کے سایہ پر کسی کافر کا قدم نہ پڑے - (سایہ نہ رکھا)

۷ - علامہ زرقانی اسی کتاب اسی صفحہ میں لکھتے ہیں - ذکوان ابی صالح السمان الزیات المدنی او ابی عمرو المدنی مولیٰ عائشۃ وکل منھما ثقۃ من التابعین فھو مرسل روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ

ضوء السراج (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲)

ترجمہ :- ذکوان (جو اس حدیث کا راوی اوّل ہے) دو ہیں۔ ایک ابو صالح السمان الزیات المدنی دوسرا ابو عمرو مدنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کردہ غلام اور یہ دونوں ذکوان تابعی ہیں اور ثقہ و معتبر عالم ہیں۔ پس یہ حدیث مرسل ہے۔ اور عبداللہ بن مبارک اور ابن جوزی نے (ایک حدیث مرفوع) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ آپ جب کبھی سورج کے سامنے کھڑے ہوئے آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا۔ اور جب کبھی چراغ کے روبرو سرو قد ہوئے۔ چراغ کے نور پر غالب آگئے۔

فائدہ :- سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد سوم صفحہ ۷۷۵ میں لکھا ہے "عوام میں مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ یہ کسی روایت سے ثابت نہیں"۔ سلیمان ندوی کا یہ لکھنا کہ عوام میں مشہور ہے عجیب بات ہے۔ اس صفت کے بیان کرنے والے تو محدثین عظام ہیں نہ کہ عوام۔ دیکھئے علامہ اجل محدث جلیل حضرت زرقانی اس صفت کو ثابت کر رہے ہیں۔ یہی زرقانی ہیں۔ جن کی تعریف خود سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد ۳ صفحہ ۷۳۱ میں لکھا کہ "علامہ زرقانی احتیاط پسند محدثین سے ہیں۔ بعض معجزات غیر مستند کی انہوں نے تردید کی ہے" لیکن یہاں علامہ زرقانی تو اس صفت کو ثابت کر رہے ہیں تردید نہیں کر رہے۔ ایسے ہی اور محدثین عظام لکھ رہے ہیں۔ مگر سلیمان ندوی لکھتا ہے کہ یہ بات عوام میں مشہور ہے۔ گویا علماء میں نہیں۔

۸ ۔ لیجئے ایک اور حافظ حدیث علامہ علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب مشہور

سیرت حلبیہ جلد ۲ صـ۹۴ میں لکھتے ہیں۔ لان ظل شخصه الشریف کان لا یظھر فی شمس ولا قمر لئلا یوطا بالاقدام۔

ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ پاک کا سایہ نہ سورج میں ظاہر ہوتا نہ چاند میں کہ اس پر پاؤں نہ آئیں۔

۹۔ یہی حافظ حلبی اسی کتاب اسی صفحہ میں محدثِ جلیل و عاشق رسول جمیل حضرت علامہ امام تقی الدین سبکی کا یہ شعر نقل کرتے ہیں ؎

لقد نزہ الرحمٰن ظلک ان یری ❊ علی الارض ملقی فانطوی لمزیۃ

ترجمہ:۔ پیارے رحمٰن نے یا رسول اللہ آپ کے سایہ کو اس بات سے منزہ (پاک) رکھا کہ زمین پڑے (اور لتاڑا جائے) لہٰذا اُسے تعظیماً لپیٹ لیا۔

فائدہ:۔ یہ وہ امام سبکیؒ ہیں۔ جو ابن تیمیہ کے زمانہ میں موجود تھے۔ جب ابن تیمیہ نے رسالہ لکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی طرف سفر کرنا شرک ہے تو انہی امام سبکیؒ نے اسی وقت ابن تیمیہ کا رد لکھا۔ اور رسالہ شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام کے نام سے لکھ کر تردید کی۔ جو اس وقت کے محدثین عظام اور علمائے کرام کے ہاں مقبول ہوا۔ اور سلطانِ وقت نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔

۱۰۔ حضرت ملا علی قاری جو علم حدیث میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ لکھی۔ اور اکثر کتابیں آپ کی مشہور ہیں۔ اپنی کتاب جمع الوسائل بشرح الشمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۱۷۶ میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس لم یکن له ظل الحدیث ۷ میں گذر چکی ہے۔

۱۱۔ حضرت امام مناویؒ نے مناوی شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۴۷ میں بالکل یہی

حدیث جو نمبر ۷ میں مع ترجمہ گذر چکی ہے ۔ لکھی ہے ۔ اور اس پر اعتبار کیا ۔

فائدہ:- یہ امام مناوی حضرت امام سیوطیؒ کے اُستاد تھے ۔ حافظ عراقیؒ کے شاگرد تھے ۔ ۸۳۱ھ میں پیدا ہوئے ۸۹۱ھ میں فوت ہوئے ۔ امام شافعیؒ کی درسگاہ میں بھی درس حدیث دیتے رہے ۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری نے اور علامہ زرقانی نے حضرت امام مناوی کو شیخ الاسلام کے خطاب سے یاد کیا ہے ۔ دیکھو مواہب اللدنیہ و زرقانی جلد ۱ ص ۱۷۲ ۔ تو یہ سب حافظان حدیث فاضل اجل گذرے ہیں ۔ یا کہ عوام میں شامل تھے ۔

۱۲ ۔ لیجئے اب اپنے ملک کے علمائے جلیل الشان شہرۂ آفاق مقبولانِ عالم اسلام کا عقیدہ دیکھ لو ۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ اس ملک میں علم حدیث کے استاذ العلماء اپنی کتاب مدارج النبوت جلد ۱ ص ۱۱۸ میں لکھتے ہیں ۔ " و نمے افتاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ بر زمین کہ محل کثافت و نجاست است و دیدہ نشد او را سایہ در آفتاب چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور باشد نور را سایہ نمے باشد ۔

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا ۔ کیونکہ زمین پر گندی اور غلیظ جگہیں بھی ہیں (وہاں سایہ آجاتا) آپؐ کا سایہ سورج میں نہیں دیکھا گیا ۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا ۔

۱۳ ۔ اس ملک کے شہرۂ آفاق محدث حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۲۱۹ میں لکھتے ہیں " از خصوصیاتیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در بدن مبارکش دادہ بودند آں بود کہ سایہ ایشاں بر زمین نمے افتاد "

ترجمہ :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ بھی تھی۔ کہ زمین پر آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔

۱۴۔ اس ملک کی مایہ ناز ہستی خواجہ خواجگان شیخ الشیوخ قیوم عالم شاہباز عرفانی حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اپنی بے مثل کتاب مکتوبات مجددی دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰ میں فرماتے ہیں۔ "او را صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف ترے از وے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد"۔

ترجمہ :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ چونکہ ہر شخص کا سایہ اس کے وجود سے زیادہ لطیف ہے اور جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پاک سے زیادہ لطیف دنیا میں کوئی شے نہیں۔ تو پھر آپ کا سایہ کیسے ہوتا۔ (کیونکہ وہ آپ کے وجود سے لطیف ہوتا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کے وجود سے کوئی شے زیادہ لطیف ہو)

سُبحان اللہ :۔ عشاق رسول کی کیسی پیاری عبارتیں اور کیا نورانی عقیدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق ہر لفظ سے روشن ہے۔ تو اب یہ مقبولانِ عالم عوام میں شامل ہیں۔ یا خاص الخواص ہیں ایسے محققین کی ایسی عبارات کے ہوتے ہوئے سلیمان ندوی کا یہ کہنا کہ آپ کا سایہ نہ ہونا عوام میں مشہور ہے تعجب پر تعجب ہے۔ ایسے مولوی یوں لکھ کر عوام کم علم مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ عوام بیچارے جان لیتے ہیں۔ کہ یہ اتنا بڑا مولوی یوں لکھ رہا ہے۔ تو ضرور اس کا خیال ٹھیک ہے۔ علماء نے ایسا کہیں نہیں لکھا ہوگا۔ عام لوگوں نے یونہی مشہور کر دیا

اب سلیمان ندوی نے تو یوں لکھدیا کہ یہ خیال عوام کا ہے مگر ہم نے تحقیق کی تو آپ کے سایہ کی نفی کرنے والے بڑے بڑے محدثین عظام نکلے۔ مثلاً حافظ علامہ سیوطیؒ۔ امام حکیم ترمذیؒ محدث جلیل ابن سبعؒ۔ علامہ شہاب خفاجیؒ۔ محدث ابن جوزیؒ۔ علامہ قاضی عیاضؒ محدث مالکی۔ امام قسطلانیؒ شارح بخاری۔ علامہ زرقانیؒ۔ امام رزینؒ محدث۔ ذکوانؓ تابعی۔ ابن عباسؓ صحابی۔ ابن المبارکؓ تابعی حافظ حلبیؒ۔ امام سبکیؒ محدث شافعی۔ ملا علی قاریؒ محدث حنفی۔ امام مناویؒ محدث شافعی۔ شیخ محقق عبدالحقؒ محدث دہلوی۔ شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اب بتائیے یہ حضرات عوام ہیں یا کہ خواص الخواص اور شہرۂ آفاق ہستیاں!

دیدار نور

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا ؛ نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

چونکہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسمہ نور ہیں۔ سورج وچاند سے آپ کی نورانیت زیادہ ہے۔ بلکہ یہ ہر دو آپ کے نور سے مستنیر (نور لینے والے) ہیں۔ جب آپ کے فیض یافتہ ہر جگہ موجود ہیں تو آپ کے دیدار نور کو بھی ایک وقت میں ایک گھڑی ایک منٹ میں ہزاروں آدمی ہزاروں جگہوں پر دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے بعید نہیں جس نے آپ کو نور بنایا ہے۔ اس نے یہ قدرت بھی عطا کی ہے۔ چنانچہ

۱۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مع زرقانی مصری جلد ۵ ص ۲۹۵ میں یوں لکھتے ہیں۔ قد اجاب الشیخ بدر الدین الزرکشی عن سوال رؤیۃ جماعۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آن واحد من اقطار متباعدۃ مع ان رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم حق بانہ سراج ونور الشمس فی ھذا العالم مثال نورہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العوالم وکما ان الشمس یراھا کل من فی المشرق والمغرب

فی ساعۃ واحدۃ وبصفات مختلفۃ فکذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ شیخ بدرالدین زرکشی محدث نے جواب دیا ہے۔ اس سوال کا کہ ایک جماعت مسلمانوں کی ایک ہی گھڑی میں دور و دراز مختلف جگہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہوتے ہیں۔ (یعنی ایک ہی آن میں آپ کی زیارت کئی مسلمانوں کو کئی جگہوں میں ہو رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے) شیخ نے جواب دیا یہ حق ہے اور درست ہے۔ کیونکہ آپ کو سراج منیر کہا گیا (اور سورج کو بھی) اور دنیا میں سورج کے نور کی مثال آپ کے نور کی مثال ہے جسطرح سورج کو ہر ایک شخص مشرق و مغرب میں دیکھ رہا ہے اور ایک ہی گھڑی میں مختلف صورتوں سے دیکھ رہا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (یعنی آپ بھی ایک وقت میں متعدد جگہ دیکھے جا رہے ہیں۔

۲۔ اور امام مناوی اپنی کتاب مناوی شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۳۱ میں اسطرح لکھتے ہیں۔

لانہ سبحانہ تعالی جعلہ رحمۃ للعالمین محفوظا عن وسواس الشیطان واذا انور العالم بنور وجودہ فکیف یتصور ان یتمثل الشیطان بصورتہ ومن راہ بای ہیئۃ دلیل علی صلاح حال الرائی لانہ کالمرأۃ الصقلیۃ ینطبع فیھا ما یقابلھا وبہ علم صحۃ رؤیۃ جمع لہ فی ان واحد فی اقطار متباعدۃ اباوصاف متخالفۃ وکما ان الشمس یراھا کل انسان فی الشرق والغرب فی ساعۃ واحدۃ وبصفات مختلفۃ فکذالک ھو وحکی عن الشیخ الجیلی والشاذلی والیافعی والمرسی وعلی وفا والقطب القسطلانی وغیرھم انھم رأوہ یقظۃ قال ابن ابی جمرۃ ومنکر ذلک ان کان ممن یکذب بکرامات الاولیا خلا کلام۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔ اور شیاطین کے وسوسوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اور جب تمام عالم آپکے نور وجود سے روشن ہے۔ پس شیطان آپ کی شکل کب صورت بنا سکتا ہے۔ (آپکی شکل نہیں ہو سکتا) اور جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جس صورت

میں بھی دیکھا۔ وہ دیکھنے والے کے اپنے صلاح حال کے مطابق ہے۔ (جیسی اس شخص میں صلاحیت دیکھنے کی ہے ویسا ہی آپ کو دیکھیگا) کیونکہ آپ تو صاف وشفاف صیقل شدہ آئینہ ہیں۔ اس میں وہ چیز ہی نظر آئیگی جو اس آئینہ کے سامنے ہے اور یہ مسئلہ بھی صحیح ہے کہ مسلمانوں کی کثیر جماعت مختلف جگہوں میں ایک ہی آن میں آپ کو مختلف صورتوں میں دیکھتی ہے۔ جیسا کہ سورج کو ہر شخص شرقی ہو چاہے غربی ایک ہی آن میں مختلف حالتوں میں دیکھتا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہے اور جناب شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور شیخ شاذلیؒ۔ امام یافعیؒ۔ شیخ ابوالعباس مرسیؒ۔ شیخ علی وفاؒ اور حضرت امام احمد قلب قسطلانی وغیرہ کی حکایات مشہور ہیں۔ کہ ان مشائخ نے آپ کو بیداری میں دیکھا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور شیخ اجل ابن ابی جمرہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ جو اس مسئلہ کا منکر ہے۔ تو یہ شخص کرامات اولیا کا منکر ہے۔ لہذا ایسے شخص سے کلام نہ کیا جائے۔ واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلما ؕ

۳۔ حضرت ملا علی قاری محدث حنفی جمع الوسائل بشرح الشمائل مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۳۵ میں بھی ایسا ہی لکھتے ہیں

جواز رؤیۃ جماعۃ لہ فی ان واحد من اقطار متباعدۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم سراج ونور الشمس فی ھذا العالم مثال نورہ فی العوالم کلہا کما ان الشمس یراھا کل من فی المشرق والمغرب فی ساعۃ واحدۃ۔

ترجمہ:۔ ایک ہی گھڑی میں کئی جگہوں پر کئی مسلمانوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا جائز اور ٹھیک ہے آپ سراج ہیں آپکی مثال سورج کے نور کی مثال ہے۔ سورج کو ہر شخص مشرق ومغرب میں دیکھتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی وقت میں کئی جگہ دیکھتے ہیں۔

۴۔ یہی ملا علی قاری اسی کتاب جلد ۲ ص ۲۳۸ میں فرماتے ہیں۔ قال ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ لو حجب عنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفۃ عین ما عددت نفسی مسلما۔

ترجمہ:- شیخ اجل حضرت ابو العباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصویر منیر میری نظر سے آنکھ جھپکنے جتنا عرصہ بھی پردہ میں ہو جائے۔ تو میں خود کو مسلمان نہ سمجھوں۔

آلِ نور

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ❊ تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

۱۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منّی۔

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے۔

۲۔ نزہۃ المجالس مطبوعہ مصر جلد ۲ ص۲۳۵ میں ہے۔ فلما حملت خدیجۃ بفاطمۃ وجدت رائحۃ الجنۃ تسعۃ اشہر فلما وضعتھا انتقلت الرائحۃ الیھا۔

ترجمہ:- جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی ماں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم میں تھیں۔ تو حضرت خدیجہ نو مہینے تک جنت کی خوشبو اپنے بدن سے محسوس کرتی رہیں۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں تو وہ خوشبو سیدہ کی طرف منتقل ہو گئی۔

۳۔ نزہۃ المجالس مصری جلد ۲ ص۲۳۶ میں ہے امام کسائی سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کمالِ حسین تھے ان کے ایک رخسار میں نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک تھی۔ دوسرے رخسار میں نورِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی تھی۔ اور حضرت حوا علیہما السلام کو ستر حوروں جیسا حسن دیا گیا تھا۔ فصارت حواء بین الحور العین کالقمر فی الکواکب (حوا حوروں میں ایسے تھے جیسے ستاروں میں چاند) آدم علیہ السلام نے ایک دن کہا۔ اے حوا ہم دونوں سے زیادہ حسین کوئی مخلوق نہ ہو گی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور کہا دونوں کا ہاتھ پکڑ اور فردوس اعلیٰ میں لیجا جبرئیل لے گئے۔ وہاں سرخ یاقوت کا ایک لعل دیکھا۔ نہایت خوبصورت۔ اس میں ایک کافوری

خوشبودار قبہ نورانی ہے۔ قبہ میں ایک تخت سنہری پر ایک لڑکی بیٹھی ہے۔ اُس کے چہرۂ انور کی شعاع سے آدم علیہ السلام حیران رہ گئے۔ عرض کیا الٰہی یہ کون لڑکی ہے قال فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہما وسلم (یہ فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں)

۴۔ مولٰنا عبد الرب دہلوی نے کتاب فردوس آسیہ صـ۲۱۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ پاک کی روشنی سے سوئی میں دھاگا ڈال لیا کرتی۔

۵۔ مشکوٰۃ شریف صـ۵۷۱ میں ہے۔ عن علی قال الحسن اشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الرأس والحسین اشبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذالک:۔

ترجمہ:۔ جناب علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے سینہ تک پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں سے سینہ تک اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

۶۔ مشکوٰۃ صـ۵۷۱ میں ہے۔ عن انس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای اھل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ ادعی لی ابنیّ فیشمھما ویضمھما الیہ۔

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ آپ کے اہل بیت سے بہت پیارا آپ کو کون ہے۔ فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما) اور آپ سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو فرمایا کرتے تھے۔ میرے بیٹوں کو بلا۔ جب وہ آتے۔ تو آپ ان دونوں کو سونگھتے اور سینے سے لگاتے۔

۷۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سرالشہادتین صہ۱۷ میں فرماتے ہیں۔ وجعلھما مرآتین لملاحتہ وخدین بجمالہ فانھما کالتصویرین لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الظاھر۔

ترجمہ:۔ امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورتی کے دو آئینے اور آپ کے جمال انور کے دو رخسار تھے۔ بیشک ہر دو ظاہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تصویریں تھیں۔

۸۔ نورالابصار مطبوعہ مصر صہ۱۰۹ میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان الحسن بن علی احسن الناس وجھا وکان عنقہ ابریق فضۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب لوگوں سے نورانی چہرہ تھے۔ آپکی گردن مبارک چاند کی صراحی تھی۔

۹۔ لطائف اشرفی سے نقل ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر حسین و جمیل تھے۔ کہ جب آپ اندھیرے میں بیٹھے ہوتے۔ آپ کے چہرۂ انور کی چمک سے لوگ دیکھ لیتے کہ آپ وہاں بیٹھے ہیں (سچا شہادت نامہ صہ۳)

۱۰۔ نورالابصار مطبوعہ مصر صہ۴ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکرؓ مجھے اللہ تعالیٰ نے نور کے ایک جوہر سے پیدا کیا۔ پھر مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ میں حیا سے پسینہ پسینہ ہوگیا۔ میرے پسینہ سے چار قطرے گرے ایک قطرہ سے اے ابوبکرؓ تو۔ دوسرے سے عمرؓ۔ تیسرے سے عثمانؓ اور چوتھے سے علیؓ پیدا ہوئے۔ پس اے ابوبکر تیرا اور عمر وعثمان وعلی کا نور میرے نور سے ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم؛

۱۰۔ سیرت حلبیہ جلد ا صہ۵۶۵ میں علامہ حلبی نے نقل کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا اگر روئے زمین پر اس وقت یوسف صدیق

علیہ السّلام کی مثل صُورت دیکھنا چاہتے ہو۔ فانظر الی عثمان بن عفان (تو حضرت عثمانؓ غنی کو دیکھو) ولتزوجہ بنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل لہ ذوالنورین (اُن کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں رہیں۔ لہٰذا انہیں ذوالنورین کہا گیا) اور جناب علیؓ سے حضرت عثمانؓ کے بارے پوچھا گیا۔ فرمایا ذالک امرؤ یدعی فی الملا الاعلی ذُالنورین (یہ وہ شخص ہے (عثمانؓ) کہ ملاء اعلیٰ میں اس کا لقب ذوالنورین ہے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فائدہ:۔ حافظ حدیث علامہ حلبیؒ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ثابت کیا ہے۔ جو خداداد ہے۔ معنے ہیں دو نور والا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کو نور کہا گیا۔ جب آپؐ کی صاحبزادیوں کو نور کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر آپؐ کو نور کہنا کیوں دُرست نہیں۔ نور آپؐ کا نام اور آپؐ کی صفت مستند کتب سے ثابت ہو چکے ہیں۔ اب انکار ٹھیک نہیں۔

علامہ شہاب خفاجیؒ محدث مالکی نے نسیم الریاض مصری جلد ا ص ۳۲۹ میں فیصلہ کیا۔ ان کل صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبلتت بالتواتر بفیھا کفر (پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی ایک صفت جو بالتواتر ثابت ہو اُس کا انکار کرنا کفر ہے)

معلوم ہو گیا کہ علمائے کرام کی بڑی جماعت آپؐ کے نور ہونے کی قائل ہے۔

تمت بالخیر

(نور محمد خوشنویس سیالکوٹ)

علمائے کرام و مشائخ عظام جو کتاب ہذا میں مذکور ہوئے

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	سیدنا امام جعفر صادق رض	۱۷	امام رزین محدث	۳۳	علامہ ابو السعود مفسر
۲	حضرت کعب احبار تابعی	۱۸	امام ابن حبان محدث	۳۴	علامہ اسماعیل حقی مفسر
۳	حضرت سعید بن جبیر تابعی	۱۹	امام بیہقی محدث	۳۵	علامہ خازن مفسر
۴	امام ابو حنیفہ تابعی	۲۰	امام دار قطنی محدث	۳۶	علامہ نسفی مفسر
۵	امام مالک تابعی	۲۱	امام ہمام غزالی محدث	۳۷	علامہ صاوی مفسر
۶	امام شافعی تابعی	۲۲	امام خطیب بغدادی محدث	۳۸	علامہ ابن حجر شارح بخاری
۷	امام احمد بن حنبل تابعی	۲۳	امام حکیم ترمذی محدث	۳۹	علامہ عینی شارح بخاری
۸	امام ابن عطاء محدث	۲۴	امام ابن سبیع محدث	۴۰	علامہ قسطلانی شارح بخاری
۹	امام کسائی محدث	۲۵	امام ابن کثیر مفسر	۴۱	علامہ قاری شارح مشکوٰۃ
۱۰	امام عبد الرزاق محدث	۲۶	امام ابن جریر الطبری مفسر	۴۲	علامہ قاضی عیاض محدث
۱۱	امام بخاری محدث	۲۷	امام فخر الدین رازی مفسر	۴۳	علامہ شہاب خفاجی محدث
۱۲	امام مسلم محدث	۲۸	امام قرطبی مفسر	۴۴	علامہ زرقانی محدث
۱۳	امام ترمذی محدث	۲۹	امام جلال الدین سیوطی مفسر	۴۵	علامہ حلبی محدث
۱۴	امام ابو داؤد محدث	۳۰	امام مناوی استاد سیوطی	۴۶	علامہ ابن المنیر محدث
۱۵	امام نسائی محدث	۳۱	امام بیضاوی مفسر	۴۷	امام سہیلی محدث
۱۶	امام ابن ماجہ محدث	۳۲	علامہ آلوسی مفسر	۴۸	امام ابن الحادی محدث

نمبر	نام
۴۹	امام بدر الدین زرکشی محدث
۵۰	امام ابن حجر مکی الہیتمی محدث
۵۱	امام ابن سعد محدث
۵۲	امام تقی الدین سبکی محدث
۵۳	علامہ فاسی شارح دلائل الخیرات
۵۴	علامہ ابن العیف الیمانی محدث
۵۵	سلطان الاولیاء غوث الاعظم جیلانی
۵۶	امام ربانی مجدد الف ثانی
۵۷	حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی
۵۸	حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ
۵۹	حضرت شیخ ابوالعباس المرسی
۶۰	حضرت شیخ علی حفا
۶۱	حضرت شیخ ابن ابی جمرہ
۶۲	امام العارف بوصیری
۶۳	عارف الامام یافعی
۶۴	شاہ ابوالمعالی لاہوری
۶۵	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۶۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۶۷	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۶۸	شاہ عبدالقادر محدث دہلوی
۶۹	محدث ابن جوزی
۷۰	علامہ یوسف نبہانی

تنبیہ } صحابہ کرامؓ کے علاوہ امت کے یہ ستر جلیل الشان علماء اور بزرگ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور ہونے کے قائل ہیں۔ سب کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ نور ہیں۔ منکرین ان میں سے کسی ایک کی نسبت ثابت کر دیں کہ اس کا یہ عقیدہ نہ تھا بفضلہ تعالیٰ تاقیامت ثابت نہ کر سکیں گے۔ پس بعنوائے حدیث شریف اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار (بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جدا ہوا بڑی جماعت سے جہنمی ہے)۔

اب منکرین کو چاہیئے۔ کہ مومنین علمائے عظام کی بڑی جماعت کے ہم عقیدہ ہو کر صحیح راستہ اختیار کر لیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین ؎

تقریظ

فاضلِ جلیل عالمِ نبیل فخرِ زماں واعظِ شیریں بیاں نازشِ قوم و ملت شیرِ بیشۂ اہلسنت حضرت العلامہ مولینا محمد عبد الرشید صاحب قبلہ مدظلہ صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف سیداں و خطیب جامع مسجد شاہ جماعت نارووال۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعدہٗ فقیر نے اس عجالہ نافعہ و رسالہ مبارکہ مسمّٰی "حضور سراپا نور" کو من اولہٖ الیٰ آخرہٖ بغور مطالعہ کیا ایک نورانی مجموعہ اور سراپا ایک گلدستہ آیات و احادیث پایا۔ جس میں اکابر محدثین و مفسرین و اولیائے کاملین کی کتب سے چن چن کر پھول جمع کئے گئے ہیں۔ اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کو آیات و احادیث صحیحہ و اقوالِ بزرگانِ دین و ائمہ دین مجتہدین سے مدلل کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کو پڑھنے سے ایمان میں ترقی و افزونی ہوتی ہے۔ اور پڑھتے پڑھتے طبیعت میں ایسا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ کہ کتاب چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مولیٰ تعالیٰ فاضل مؤلف کی سعیِ جمیل کو درجہ قبولیت بخشے۔ اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل بیان کرنے کا اس سے زیادہ شوق دے۔ اور اہل اسلام خصوصاً اہلسنت والجماعت کو مولانا قبلہ کی تحریر و تقریر سے فیضیاب کرے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم الرؤف الرحیم ؎

فقیر محمد عبد الرشید غفرلہٗ

باہتمام۔ ایم۔ ایس قریشی مالک تعلیمی پریس سے طبع ہو کر مصنف محمد عبد الحق صابر نے ہڈ دے والی تحصیل نارووال سے شائع کیا

مؤلف کتاب ہذا کی دیگر کتابیں!

بہارِ مدینہ:۔ نعتیہ کلام صابر۔ اس میں پونے دو سو کے قریب فارسی۔ اردو۔ پنجابی زبان میں نعتیں ہیں۔ قیمت ...... ۸ر آنے

پیارا دستگیرؒ۔ اس کتاب میں حضور غوث الثقلین شیخ سید عبد القادر جیلانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و کرامات گیارہ مشہور اور مستند کتابوں سے چن کر جمع کر دیئے ہیں۔ جناب کی شانِ بلند کا اعلیٰ بیان ہے۔ ۱۴۱ کرامات درج ہیں۔ قیمت .... ۸ر آنے

پیارا صدیق۔ جناب ابوبکر صدیقؓ و دیگر صحابہ چار یار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل اور شیعہ کے ردّ میں دلچسپ بیان ہے۔ قیمت ... ۶ر آنے

پیارا نام۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش و شریف کا نہایت عمدہ بیان ہے۔ قیمت ..... ۴ر آنے

معجزۂ ردّ الشمس۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج پھر پلٹ آیا۔ بعض نے اس پر انکار کیا۔ لہذا مستند کتب سے یہ واقعہ صحیح ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت .... ۲ر آنے

اطاعتِ والدین۔ عبادت الٰہی کے بعد حقوق العباد میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے۔ آیات و احادیث سے واضح کیا گیا ہے۔ قیمت ... ۱ر آنہ

ملنے کا پتہ

(۱) محمد عبد الحق صابر، موضع دودیوالی۔ ڈاکخانہ داؤد۔ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ

(۲) نوری کتب خانہ بازار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور

(۳) صوفی میر حسن تاجر کتب ریل بازار نارووال۔ ضلع سیالکوٹ

(۴) کتب خانہ جامعہ رضویہ جھنگ بازار لائل پور

(مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس گرین روڈ سٹریٹ سیالکوٹ شہر)